نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی - ۵۰/۳ روپے
ممالک غیر
۵۰/۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۹ | ۱۷/۲۴ امان ۱۳۳۹ ہش | ۱۸/۲۵ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ | ۱۷/۲۴ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱/۱۲

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۰ مارچ کی رپورٹ مظہر ہے کہ
کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت رمضان شریف کے مبارک ایام میں خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

لاہور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ان دنوں بغرض علاج لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ بھی لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام ہر دو محمد دعین کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۹ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب چند روز کے لئے پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے ہیں آپ کی والدہ محترمہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت دے۔ صاحبزادہ صاحب کے اہل و عیال قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے"

(المسیح الموعود)

کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے۔ اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے ۔۔۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کو ماننے کے لئے مستعد ہوں میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اُسی وقت سے دُنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب اُن کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں اُنہوں نے اپنے گلے پر سے اُتار دی ہیں۔ اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکا دے کر سچی اور کامل توحید کے اُس دارالامان میں داخل کر دے گی۔ جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ اُمید میری محض خیالی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لا دے۔ ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے۔ کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۲۴ و ۲۵)

محمد صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۴؍ مارچ ۱۹۶۰ء

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار!

آج سے ۷۱ سال پہلے مورخہ ۲۳؍ مارچ ۱۸۸۹ء کو جس برگزیدہ اور فعّال جماعت کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اور وہ بیس چند خوش نصیب مامور وقت کے ہاتھ پر بمقام لدھیانہ بیعت کرکے زندہ خدا پر تازہ ایمان سے منور ہوئے ۷۱ سال کا عرصہ گزرنے پر اس شجرہ طیبہ کی شاخیں اکناف عالم میں پھیل چکی ہیں اور لاکھوں افراد اس کے گھنے سایہ تلے دلی راحت و اطمینان حاصل کرکے اس کے شیریں پھلوں سے حیات نو پا چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ روز افزوں ہے اس کی دن دونی رات چوگنی ترقی جہاں اپنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے وہاں مخالفین کی نظروں کو خیرہ کر رہی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا دعوےٰ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل ہونے کا تھا۔ آپ ہی وہ موعود اقوام عالم تھے جس کے متعلق ہر مذہب کی برگزیدہ ہستیوں نے ایک لمبا زمانہ پہلے آخری زمانہ میں مرسل ربانی کے پیدا ہونے کی خبریں دے رکھی تھیں۔ چنانچہ ان مقدسوں کی پیش خبریاں آپ کے وجود میں نہایت صفائی سے پوری ہوئیں ہزاروں ہزار افراد نے ان علامات سے اس برگزیدہ انسان کو پہچان لیا۔ اور اپنی زندگی میں وہ روحانی انقلاب لانے میں کامیاب ہوئے جو آپ کے وجود سے مقدر تھا۔

برحق مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے اعتبار سے آپ کے جملہ دعاوی ایک طرف قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ اور عقل و نقل کی محکم بنیادوں پر قائم ہیں تو دوسری طرف بیشمار آسمانی نشانات و معجزات سے آپ کو تائید ربانی حاصل ہوئی عالم الغیب خدا نے آپ کو قبل از وقت ان گنت امور غیبیہ سے اطلاع دی جو وقت آنے پر روز روشن کی مانند پوری ہوئیں جو مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئیں اور منکروں پر اتمام حجت۔ آپ اس جہان سے اس وقت تک اٹھائے نہ گئے جب تک کہ آپ کے ذریعہ ایک ایسی فعّال جماعت تیار نہ ہوگئی جو حقیقی اسلام کے جھنڈے کو اکناف عالم میں لہرانے کے لئے ایک غیر معمولی جوش عمل کے ساتھ آگے بڑھی اور اسلام کی اس مجددانہ تعلیم کو پھر سے دنیا کے سامنے [illegible]

دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کی نہ ختم ہونے والی لگن سے مخمور تھی۔

آج سے پونے چودہ سو سال پہلے بعثت نبوی کے وقت قرآن کریم کے بیان کے مطابق جس طرح ظہر الفساد فی البر و البحر کی حالت تھی۔ آپ کی بعثت ثانیہ کے وقت بھی زمانہ کی حالت اس سے کچھ مختلف نہ تھی۔ ذرا اس وقت کے حالات پر طائرانہ نظر ڈال کر دیکھو مذہبی دنیا یا غیر مذہبی لوگ سبھی میں بگاڑ ہی بگاڑ تھا۔ کسی مذہب کا پیرو بھی تو حقیقی روحانیت کا علمبردار نہ رہا تھا۔ حتیٰ کہ اسلام کے نام لیوا بیسیوں فرقوں میں بٹ چکے تھے اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو ضال و مضل قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کے لئے تو پیش پیش تھا مگر تبلیغ اسلام کا مدعا اور اپنی ناگفتہ بہ عملی حالت پر نظر کرنے کی کسی کو توفیق نہ ملتی تھی۔ امت مرحومہ پر ابتری لانے کے لئے رہی سہی کسر علماء کرام نے پوری کردی جو علام کی اصلاح و ارشاد کی بجائے ہر قسم کے فتنہ و فساد کا مرکز بن کر رہ گئے — اور اس لمبی تاریک رات کے بعد صبح صادق کا نمودار ہونا اور روشن دن کا چڑھنا ضرور تھا۔ چنانچہ ادھر تیرھویں صدی اپنی تمام تاریکیوں کے ساتھ تمام ہوئی ادھر چودھویں صدی کے آغاز میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو اس منصب عالی پر فائز کیا گیا۔ جس سے ایک طرف قرآنی وعدہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔

پورا ہوا اور دوسری طرف ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے پیدا ہونے کی خبر جو گزشتہ تیرہ صدیوں میں جاری پوری ہوتی چلی آ رہی تھی نہایت شان و شوکت سے پوری ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوےٰ ساری دنیا کے لئے رسول اور ہادی بن کر آنے کا تھا اور مسیح موعود و مہدی مسعود کو بھی حضورؐ کی غلامی اور متابعت میں دین اسلام کی تجدید اور اصلاح امت کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے تئیں دیگر اقوام عالم کا موعود ہونے کا بھی دعوےٰ کیا اور

دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس بات کو ثابت کیا کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے روحانی پیشوا کی جو خبر ہر مذہب کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے وہ آپ کی آمد سے پوری ہوئی اور ان پیش خبریوں کے آپ ہی مصداق ہیں اور اس کی تصدیق آسمانی نشانات اور ربانی تائیدات نے کی۔

آپ برحق مسیح موعود تھے جن کے ذریعہ بموجب اخبار نبوی کسر صلیب مقدر تھی چنانچہ آپ کے زبردست دلائل اور ناقابل تردید براہین کے ذریعہ صلیبی مذہب کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑیں اور وہ پادری جو کسی وقت اسلام کو اپنا شکار سمجھتے تھے اور چاروں طرف سے اس پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ آج ان کو اپنے بچاؤ کی صورت نظر نہیں آتی اور بری طرح سے میدان مقابلہ میں پسپا ہو رہے ہیں۔ مسیحی پادریوں کے عجز اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اب کوئی مسیحی کسی احمدی سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا۔ بلکہ مدت ہوئی ان کے مشنوں میں اس مضمون کے خفیہ سرکلر جاری ہوئے تھے۔ کہ احمدیوں سے مذہبی بات چیت نہ کی جائے!!

آپ کو قبولیت دعا کا عظیم الشان نشان دیا گیا جس کے نتیجہ میں آپ کی ہزاروں دعائیں قبول ہوئیں اور صداقت کے ایسے نشانات ظاہر ہوئے جن میں سے بعض آپ کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے بعض آپ کے بیوی بچوں اور اولاد کے حق میں تھے اور بعض دیگر افراد خاندان کے بارہ میں تھے اور بعض آپ کے دوستوں کے متعلق اور بعض آپ کے دشمنوں کے متعلق اور بعض آفاقی امور غیبیہ اور بین الاقوامی حالات پر مشتمل تھے۔ جن کا سلسلہ حضرت اقدس کے وقت سے برابر جاری ہے۔ آپ نے الحاد و بیدینی کے اس تاریک زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے

حکم اور اس کے ارشاد کے ماتحت زندہ خدا، زندہ مذہب اور زندہ کتاب اور زندہ رسولؐ کو پیش کیا اور اس بات کو بڑی تحدی سے پیش کیا کہ وہ خدا جو پچھلے وقتوں میں اپنے پاک بندوں سے ہمکلام ہوتا تھا اور ان پر اپنے مصفّیٰ غیب کی باتیں ظاہر کرتا تھا جن کے ذریعہ وہ قادر و توانا پہچانا جاتا وہ زندہ خدا آج بھی اپنی قدرت کے نمونے ظاہر کرتا ہے اور اپنے خبریں کلام سے مشرف فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار

اس کے لئے آپ نے اپنے وجود کو بطور دلیل پیش کیا اور فرمایا کہ یہ سب کچھ زندہ مذہب اسلام اور زندہ رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ کی برکت سے ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ تا اس بات کا ثبوت دوں کہ
● — زندہ کتاب قرآن ہے۔
— اور
● — زندہ دین اسلام ہے۔
— اور
● — زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ [illegible]

قادیان کی مرکزی مساجد میں اعتکاف

قادیان ۲۲؍ مارچ۔ سنت نبوی کی اتباع میں حسب دستور سابق امسال بھی رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے شروع ہوتے ہی قادیان کی ہر دو مرکزی مساجد میں بتفصیل ذیل چندہ احباب کرام معتکف ہوئے:-

مسجد مبارک میں:- (۱) حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی (۲) یونس احمد صاحب اسلم (۳) بشیر احمد خان صاحب (۴) مکرم مرزا محمد زمان صاحب (۵) مکرم نذیر احمد صاحب خادم (۶) مکرم محمد یوسف صاحب ڈار کشمیری (۷) عبد السلام صاحب مالاباری۔

مسجد اقصیٰ میں:- (۱) مکرم حافظ الدین صاحب (۲) مکرم نذیر احمد صاحب پشاوری (۳) محمد عمر صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ (۴) سید بشیر الدین صاحب اڑیسوی متعلم جامعہ احمدیہ (۵) بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ (۶) محمد عبد اللہ صاحب کشمیری متعلم مدرسہ احمدیہ (۷) انصار احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ (۸) عبد الرحمن صاحب فیاض کشمیری۔ اللہ تعالیٰ سب کو رمضان شریف اور اعتکاف کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق دے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اور سب کو اپنی رضامندی کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

زندگی بخش پُر معارف کلمات طیبات

بعثت کی غرض

"انبیاءؑ کے اس دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ خدا تعالےٰ کو شناخت کریں۔ اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات حاصل کریں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے زیر نظر ہوتا ہے پس اس وقت بھی جو خدا تعالےٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور مجھے اس نے مبعوث فرمایا ہے۔ تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب انبیاءؑ کی تھی یعنی میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کیا ہے۔ بلکہ اس خدا کو دکھانا چاہتا ہوں اور نیز گناہ سے بچنے کی طرف رہبری کرتا ہوں۔

گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کو اس بات پر کامل یقین ہو جائے کہ خدا تعالےٰ موجود ہے اور وہ ہر فعل کی جزاء و سزا دیتا ہے۔ جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو تب تک گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔

دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیئے یہ دو فقرے ہیں جن میں بہت بڑے فکر اور غور کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ کہ خدا ہے۔ یہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات یہ کہ خدا ہونا چاہیئے محض قیاسی اور ظنی ہے . . . . ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا تعالےٰ کے وجود کا قائل ہے۔ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا . . . . . .

لیکن وہ شخص جو براہِ راست خدا تعالےٰ کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لئے اس الٰہی جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی حاصل کرتا ہے جو اسے بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات بخشتی ہے . . . . . .

پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیاءؑ آکر عطا کرتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے لوگ گناہ کی زندگی سے نجات حاصل کر کے پاک زندگی پا لیتے ہیں۔ اس طریق پر خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا موجود ہے۔ اور وہ جزاء سزا دیتا ہے۔"

(الحکم جلد ۵ ص۴۶)

برکات اسلام

"میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ سے محبت رکھے اور اپنی خودنمائی اور تکبر اور عجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت ص۳۰)

"کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں"

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور ایک زمانہ اُن پر گذر گیا ہے اُن میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رُو سے جھوٹا نہیں اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے"۔

(تحفہ قیصریہ ص۷)

پیشوایانِ مذاہب کا احترام

"ہم اس بات کا اعلان کرتا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے

بنی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ تھے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے .... جیسا کہ راجہ رامچندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور ان میں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔ مگر ہم اس شکایت کے لئے کس کے آگے روئیں اور کس سے ہم اس بات کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں۔

دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کی طرح بنانا چاہتی ہے۔ یعنی یہ کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ سخت دشمنی کی جڑ اُن نبیوں اور رسولوں کی تحقیر ہے جن کو ہر ایک قوم کے کروڑہا انسانوں نے قبول کر لیا ہے۔"

(مضمون مشمولہ چشمہ معرفت صـ۱۱ و ۱۲)

خدا تعالےٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کی تعلیم

"ہمدردی خلق اللہ کی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے اور اس سے کام نہ لے تو انجام کار یہ انسانیت سے نکل کر وحشی اور درندہ بن جاتا ہے انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اُسی وقت تک انسان رہتا ہے جب تک وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مروّت سلوک اور احسان سے کام لیتا رہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمت نے کہا ہے بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ اور ان کا یہ کہنا صحیح اور ٹھیک ہے۔ یاد رکھو کہ ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت ہی وسیع ہے۔ میں اُن لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ اُن کی ایسی تعلیم کو پسند کرتا ہوں جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک ہی محدود کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اپنی قوم سے ہی ہمدردی کرنی چاہیئے۔ غیر قوم سے ہرگز ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے۔ میں تو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی قوم اور غیر قوم سے برابر ہمدردی کرنی چاہیئے اور کسی قوم اور کسی فرد کو الگ نہیں رکھنا چاہیئے۔ میں آجکل کے بعض جاہلوں کی طرح یہ کہنا نہیں چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو نہیں نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالےٰ کی ساری مخلوق کی ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو مسلمان ہو ہندو ہو عیسائی ہو یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو اس امر کو بھی جائز نہ کھتے ہیں کہ دوسرے کا مال زبردستی یا چوری یا جس طرح حاصل ہو سکے لے لیا جاوے اور ہر قسم کے جور و ظلم کو دوسرے لوگوں پر حلال جان لیا ہے ...... ان کی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بارباً یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو بلکہ اپنی ہمدردی کے لئے اُس تعلیم کی پیروی کرو جو کہ اللہ تعالیٰ نے تین مراتب فرمائے ہیں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء ۲۷ دسمبر)

عظیم الشان بشارتیں

اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں وہ لوگ جو زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوےٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچائیگی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلینگی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائینگے"۔

(الوصیت صـ۱۱)

خطبہ جمعہ

روزے روحانی زہروں کو دور کرتے اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی قابلیت پیدا کرتے ہیں

رمضان کے مبارک مہینے کی قدر کرو اور ان ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم جولائی سنہ ۱۹۴۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دوستوں کو معلوم ہے کہ یہ

رمضان کا مہینہ

ہے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہینہ اپنے ساتھ بہت سی برکتیں لے کر آتا ہے۔ دنیا میں انسان مختلف دنیوی کاموں میں ملوث رہتا ہے۔ اور یہ اشتغال اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھتے ہیں۔ ان دن بھر کے کاموں کا ازالہ پانچ وقت کی نمازیں کرتی ہیں۔ ایک انسان دو تین گھنٹے تک مختلف دنیوی کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ پھر نماز کا وقت آجاتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کو یاد کر لیتا ہے اور اس سے پہلا

زنگ دور ہو جاتا ہے

پھر وہ دوبارہ اور کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اسے دوسری نماز کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اس سے اس کا وہ زنگ بھی دور ہو جاتا ہے۔ غرض پانچوں نمازیں اس کے دن بھر کے زنگ کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی طرح سال بھر کے جمع شدہ زنگ کو رمضان کا مہینہ دور کرتا ہے۔

دنیا میں

مختلف قسم کے زہر

ہوتے ہیں۔ بعض زہروں کا کچھ حصہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور کچھ حصہ جسم کے اندر باقی رہتا ہے اور انسان کی صحت میں خارج نہیں ہوتا۔ لیکن آہستہ آہستہ اتنی مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ طبیب سمجھتا ہے کہ اسکا نکالنا ضروری ہے۔ رمضان نماز والے جو زہر ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے انسان روزانہ کھانا کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے۔ تو ان کے مفید اجزاء خون کی شکل میں بدل جاتے ہیں۔ اور زہریلے مادے پسینہ اور پاخانہ کی شکل میں خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اس کی صحت برقرار رہتی ہے۔ یہ زہریلے مادے اگر خارج نہ ہوں تو ڈاکٹر ملین پسینہ آور اور پیشاب آور دوائیں دیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ زہریلے مادے خارج ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ان روحانی زہروں کو جو روزانہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور روح کو گندا کرتے رہتے ہیں۔ نمازیں باہر نکالتی رہتی ہیں۔ لیکن ان زہروں کا ایک حصہ ایسا بھی ہوتا ہے جو مخفی رہتا ہے اور جسم کے اندر آہستہ آہستہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ لیکن ہوتے ہوتے وہ اتنی مقدار میں جمع ہو جاتا ہے۔ کہ

ہمارا روحانی طبیب

یعنی خدا تعالیٰ ضروری سمجھتا ہے کہ اسے نکال دیا جائے۔ غرض جیسے چند گھنٹوں کے زہر کو دور کرنے کے لئے دن بھر میں پانچ نمازیں رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح سال بھر کے جمع شدہ زہروں کو دور کرنے کے لئے سال میں رمضان کا ایک مہینہ رکھا گیا ہے۔ جیسے پرانے زمانہ میں اطباء کا یہ طریق تھا کہ وہ ادا کر سال میں ایک مہینہ صرف ماء الجبن دیتے تھے اس کے علاوہ کوئی غذا نہیں دیتے تھے۔ اسکے بعد وہ یہ سمجھتے تھے کہ سال بھر کے زہر نکل گئے۔ اور اب مریض ایک نئی زندگی لے کر کام کرے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ایک علاج روزانہ پیدا ہونے والے زہروں کے لئے رکھا ہے اور ایک علاج سال بھر کے جمع شدہ زہروں کے لئے رکھا ہے۔ یعنی ان روحانی زہروں کو جو روزانہ پیدا ہوتے ہیں دور کرنے کے لئے دن بھر میں پانچ نمازیں رکھ دی ہیں۔ اور سال بھر کے جمع شدہ زہروں کو دور کرنے کے لئے رمضان کا مہینہ رکھا گیا ہے۔

> ## رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے
>
> (کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام):۔
>
> رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ . . . . . رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے ——
>
> صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے ——
>
> تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں کہ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔
>
> (فتاوی مسیح موعود ص۱۲۹)

دنیا میں انسان پر جو

ابتلا آتے ہیں

وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلا وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور ایک ابتلا وہ ہوتا ہے جو بندہ اپنے لئے خود پیدا کر لیتا ہے۔ ان ابتلاؤں سے خدا تعالیٰ کی غرض انسان کو روحانی گندوں سے صاف کرنا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں قسم کے ابتلا انسان پر آتے ہیں۔ ایک ابتلا مومن اپنے لئے خود تلاش کرتا ہے۔ مثلاً سردیوں میں جب دوسرے لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ تو وہ نماز کے لئے اٹھتا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ ٹھنڈے پانی سے اسے غسل بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا ابتلاء ہے۔ جو مومن اپنے ہاتھ سے لاتا ہے۔ اور جب مومن اپنے ہاتھ سے ابتلاء لاتا رہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنا ابتلا چھوڑ دیتا ہے۔ روزوں کے متعلق بھی خدا تعالیٰ نے

یہی اصول مقرر فرمایا ہے

بندہ جب خود ابتلاء لے آتا ہے یعنی وہ اپنی کسی غلطی سے بیمار ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ اسے روزے سے معاف کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بعد میں روزے رکھ لینا۔ لیکن ان حالات کے سوا سال بھر کے زہروں کو دور کرنے کے لئے رمضان میں روزے رکھنا ایک مومن کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ اگر زہر زیادہ ہو جائیں تو وہ اس کے لئے

ہلاکت کا موجب

ہوں گے۔ جو شخص سال بھر میں رمضان کے روزے نہ رکھے اور دوسرے سال کے روزے آجائیں۔ اس کے اندر دو سال کا زہر پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر وہ تین سال کے روزے نہ رکھے۔ تو اس کے اندر تین سال کا زہر جمع ہو جائے گا۔ جو اس کے لئے یقیناً مہلک ثابت ہوگا اور اس کے اندر ایسی سختی اور نابینائی پیدا ہو جائیگی کہ اگر خدا تعالیٰ بھی اس کے سامنے آئے تو وہ اسے نہیں پہچان سکے گا۔ جیسے کسی شخص کی آنکھیں ماری جائیں۔ تو وہ اپنے عزیزوں کو بھی خواہ وہ سامنے کھڑے ہوں نہیں پہچان سکتا۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں

کہ ہم روزے رکھ کر خدا تعالیٰ پر احسان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے زیادہ بیوقوفی اور کوئی نہیں۔ جو شخص ڈاکٹر کے فصد کھولنے پر یہ خیال کرے۔ کہ اس نے خون دے کر ڈاکٹر پر احسان کیا ہے یا ڈاکٹر اسے جلاب دے اور وہ خیال کرے کہ اس نے جلاب لے کر ڈاکٹر پر احسان کیا ہے۔ یا وہ اسے کونین کھلائے اور وہ خیال کرے کہ اس نے کونین کھا کر ڈاکٹر پر احسان کیا ہے۔ اس سے زیادہ احمق اور کون ہوگا۔ سلفیٹ خواہ کیسی ہی کڑوی کیوں نہ ہو وہ بہرحال مریض کا مریض پر احسان ہے۔ اسی طرح نماز ہے۔ خواہ ہمیں سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے۔ بہرحال

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کیونکہ اس کے روحانی زہروں کو دور کر کے

خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی قابلیت

پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان بھر جب کوئی بھوکا رہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ پر احسان نہیں کرتا۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہوتا ہے۔ کہ اس نے اسے روحانی گندوں کے دور کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ کیا ڈاکٹر مریض کو بھوکا نہیں رکھتے۔ جب کسی شخص کا جگر خراب ہو جاتا ہے یا معدہ اور انتڑیاں خراب ہو جاتی ہیں تو ڈاکٹر اسے آٹھ آٹھ دس دس دن کا فاقہ دیتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص نہیں کہتا کہ فاقہ دے کر ڈاکٹر نے مریض پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ وہ ڈاکٹر کا احسان تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ فاقہ کے ذریعہ اس کی باقی زندگی بچ جاتی ہے۔ اگر اسے فاقہ نہ دیا جاتا۔ تو اس کی ۲۰ - ۲۲ سال کی باقی زندگی ختم ہو جاتی۔ اسی طرح

رمضان کے روزے

ایک انسان کی باقی روحانی زندگی کو قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اگر کوئی شخص ان فاقوں کو برداشت نہیں کرے گا۔ تو اس کی روحانیت مر جائے گی۔ اور اس کے نتائج ظاہر ہی ہیں۔ اس دنیا کی زندگی تو عارضی ہے۔ اصل اور دائمی زندگی اگلے جہان کی ہے۔ اگر وہ برباد ہو گئی تو کیا فائدہ؟ پس ہمیں

اس مہینہ کی قدر کرنی چاہیئے

اور ان دنوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہیئے جتنا ہم ان دنوں کو صحیح طور پر استعمال کریں گے۔ اتنے ہی ہمارے وہ زہر دور ہوں گے جو اندر ہی اندر جمع ہو کر ہماری زندگی کو ختم کر دیتے ہیں۔

مجاہدین تحریک جدید توجہ فرماویں

تحریک جدید دفتر اول کے ۲۶ سال اور دفتر دوم کے ۱۶ سالی کے آغاز پر اس وقت تقریباً ۵ ماہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات کی فہرست موصول نہیں ہوئی۔ اس غرض کیلئے دفتر ہذا کی طرف سے متواتر تحریک ہو چکی ہے اسلئے بذریعہ بادعلان ہذا احباب اور صدر صاحبان اور عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ اسطرف فوری توجہ فرماویں اور وعدہ جات حاصل کر کے جلد ارسال کریں۔ دفتر دوم کے مجاہدین کو اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ دفتر دوم کے انیس سالہ مجاہدین کی فہرست بھی کتابی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع کی جائیگی پس کوشش کریں کہ اس یادگاری کتاب میں تمام احباب کے نام شائع ہوں جس میں اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

رمضان کی برکات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

گذشتہ پچیس تیس سالوں میں یہ عاجز تقریباً ہر سال رمضان کے مہینہ پر دوستوں کی یاددہانی کے لئے عموماً اور اپنی بیداری کے لئے خصوصاً بعض نصائح لکھتا رہا ہے۔ مگر اس سال جلسہ سالانہ کے بعد سے طبیعت کچھ ایسی خراب چلی آ رہی ہے کہ کسی لمبے مضمون کو لکھنے کی ہمت نہیں پیدا ہوتی۔ اس لئے محض ثواب کی نیت سے ذیل کے چند کلمات لکھ رہا ہوں۔ امید ہے جو دوست ان کلمات کو غور سے پڑھیں گے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے وہ انشاء اللہ رمضان کی برکات سے محروم نہیں رہیں گے۔

(۱) یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔

(۲) اس مبارک مہینہ میں تمام وہ صفات اور تاثیرات بصورت اتم ہیں جو ہمارے دین اور مذہب میں عبادت کی جان ہیں۔ یعنی نماز اور روزہ اور دعا اور ذکر الٰہی اور تلاوت کلام پاک اور صدقہ و خیرات۔ اور اس مہینہ کے آخر میں ایک مخصوص عشرہ انقطاع من الدنیا اور انقطاع الی اللہ کا مقرر کر کے اور پھر اس عشرہ میں ایک مخصوص رات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی کے لئے کلیۃً وقف کر کے رمضان کی عبادتوں میں گویا ایک گونہ معراج کی سی کیفیت پیدا کی گئی ہے۔

(۳) پس دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کی ان ساری برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور حتی الوسع شرعی عذر (یعنی بیماری اور سفر) کے بغیر روزہ ہرگز ترک نہ کریں۔ اور مستقل عذر کی صورت میں اپنی حیثیت کے مطابق مسنون طریق پر فدیہ دیں۔

(۴) اس مہینہ میں مقررہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کا بھی خاص التزام کیا جائے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نماز ضحیٰ بھی پڑھنے کی کوشش کریں۔ جو دن کے لمبے ناغہ میں ذکر الٰہی کا موقع پانے اور خوابیدہ روح کو بیدار کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور سحری کا وقت ساڑھے تین بجے صبح سے قریب سمجھنا چاہیئے۔ تراویح کی نماز جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ تہجد کی نماز کا ہی ایک اور نئے قسم کا بدل ہے۔ مگر کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی غنیمت ہے۔ اور جن دوستوں کو دونوں کی توفیق مل سکے وہ دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔

(۵) اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دور مکمل کئے جائیں۔ ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ اور ہر رحمت کی آیت پر خدا کی رحمت طلب کی جائے۔ اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

(۶) اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہیئے۔ اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں۔ یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار بڑی عجیب و غریب دعا ہے۔ اور نفس کی تطہیر کے لئے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے۔ اور سورۂ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

(۷) برکات کے حصول کے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اول درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل و سینہ معطر ہو گیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کر میرے مکان کے اندر لئے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد صلعم پر بھیجا ہے۔

(۸) روزہ کے دوران میں خصوصیت سے ہر قسم کی لغو حرکت اور بے ہودہ کلام اور جھوٹ اور دھوکا اور بدزبانی اور ظلم و ستم اور ایذا رسانی اور استہزاء اور گالی گلوچ سے اس طرح اجتناب کیا جائے کہ گویا انسان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا یہ روحانی سبق دوسرے ایام کے لئے بھی ایک شمع ہدایت بن جائے۔

(۹) رمضان کی ایک خاص عبادت جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے صدقہ و خیرات ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس طرح صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ آپ کا ہاتھ ایک تیز آندھی ہے۔ جو کسی رکنے کو خیال میں ہی نہیں لاتی۔ اور رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر تو بہرحال ہر غریب و امیر خورد و کلاں اور مرد و زن پر فرض ہے۔

(۱۰) رمضان کا آخری عشرہ اپنی برکات اور قبولیت دعا کے لئے خصوصی تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس عشرہ میں نوافل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قرآن مجید اور درود پر بہت زور دینا چاہیئے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور ان کے ضروری فرائض منصبی میں حرج لازم نہ آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ کر بھی اس کی مخصوص روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ کم از کم اس عشرہ کی راتوں اور خصوصاً طاق راتوں میں خصوصیت کے ساتھ نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں تاکہ اگر خدا چاہے تو وہ مبارک رات میسر آ جائے۔ جو عمر بھر کی راتوں سے زیادہ بابرکت شمار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ تاکہ جب رمضان گذر جائے تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے لئے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے رستے کھل جائیں۔

آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار راقم آثم

مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۵ر مارچ ۱۹۶۰ء
مطابق ۷ر رمضان ۱۳۷۹ھ

اعلان نکاح

مورخہ ۲۸/۲ کو مکرم مولوی محمد حسین صاحب خادم معلم وقف جدید کا نکاح مسماۃ عنایت بیگم صاحبہ بنت محمد دین صاحب ہمراہ حق مہر مبلغ ... پر مکرم مولوی امیر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تاپئی نے پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کیلئے اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ آمین۔ خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ ...

عظیم الشان رُوحانی انقلاب ۔ اور ۔ حضرت مسیح الزمانؑ

نئی زمین ۔۔۔ اور ۔۔۔ نیا آسمان

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مسلم مشن ۔ مدراس

اُنیسویں صدی اور حالتِ اسلام

اُنیسویں صدی عیسوی کا وسط اگر ایک طرف مسلمانوں اور اسلام کے لئے ایک خطرناک اور نازک دور کی حیثیت رکھتا تھا۔ تو دوسری طرف اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تجدید و احیاء کا مژدہ بھی لا رہا تھا کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان میں ظاہری طور پر مسلمانوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور انگریزی تسلّط قائم ہو گیا تھا۔ اور مذہبی طور پر اسلام پر چوطرفہ حملے ہو رہے تھے۔ ایک طرف عیسائی انگریزی حکومت کی شہ پا کر مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے عجیب و غریب حربے استعمال کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف آریہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے خطرناک منصوبے تیار کر رہے تھے۔ تیسری طرف برہمو سماج والے "مسیح کل" کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے بنیادی اصولوں "وحی و الہام اور تعلق باللہ" سے مسلمانوں کو منحرف کر رہے تھے۔ تو چوتھی طرف خود مسلمانوں میں سے "نیچری" اسلامی اصولوں کی رکیک تاویلات کر کے اپنے ملحدانہ طرز عمل سے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں مضحکہ خیز بنا رہے تھے۔ یہ وہ خطرناک وقت تھا جبکہ دنیا میں الحاد و دہریت کا دور دورہ تھا اور ایسے خطرناک وقت میں اسلام کی حالت اس شعر کی مصداق تھی سہ

> ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
> دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

مخالفین اسلام کی تخریبی کارروائیوں کا ذکر تو برطرف۔ خود اسلام کے نام لیوا اور مسلمانی کا دم بھرنے والے اسلامی اصولوں سے بے بہرہ۔ قرآن سے بے خبر اور بے عمل اور حدیث نبوی صلعم کے مطابق صرف "رسمی و رسمی" مسلمان بن کر رہ گئے تھے۔ چنانچہ حال ہی میں مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی نے اپنے ایک عربی مضمون "ردّہ جدیدہ" میں مسلمانوں کی اس حالت کا یوں نقشہ کھینچا ہے:-

> "انیسویں صدی عیسوی میں عالم اسلام میں عقیدہ و عمل کے اعتبار سے ضعف و انحطاط رونما ہو گیا۔ مسلمانوں کی دعوت و عقیدہ، عقل و فکر اور علم و عمل پر ضعف طاری ہو گیا۔ حالانکہ اسلام شیخوخت اور بڑھاپے کے نام تک سے بھی ناآشنا ہے۔ بلکہ وہ آفتاب کی طرح قدیم جدید اور جوان ہے لیکن یہ ضعف و پیری اسلام پر نہیں مسلمانوں پر چھا گئی۔ ان کے علم میں وسعت و گہرائی۔ فکر میں جدت و ندرت۔ عقل میں عبقریت اور دعوت میں حماسیت و بسالت ختم ہو گئی۔ چند ایک مستثنیٰ شخصیتوں کو چھوڑ کر مسلمان اسلام کو خوش اسلوبی اور مؤثر طریق سے پیش کرنے سے عاجز تھے۔ نہ ہی وہ اسلام کے فضائل و محاسن بیان کر سکتے تھے اور نہ ہی اس کا پیغام دوسروں تک پہنچا سکتے تھے۔ یہ ایک ایسی جماعت تھے۔ جو آج کا کام کل پر چھوڑنے کی عادی ہو اور امید کے سہارے سے زندہ رہنا اس کا شیوہ ہو۔"

(ترجمہ از ماہنامہ البعث الاسلامی لکھنؤ ماہ اپریل و مئی ۱۹۵۹ء)

امید کی شعاع اور مردِ کامل کا انتظار

ایسے خطرناک دور میں مایوسی کے شکار مسلمانوں کو صرف ایک امید کی شعاع نظر آ رہی تھی۔ کہ قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک مردِ کامل۔ مہدی و مسیح ظاہر ہوگا۔ وہ اسلام کی گمشدہ شوکت و سطوت کو پھر واپس لائے گا اور وہ اسی مردِ کامل کی انتظار میں کبھی آسمان کو تک رہے تھے اور کبھی زمین پر نگاہیں جما کر بیٹھے تھے کہ کب اس کا نزول و ظہور ہو۔ اور اُن کی بگڑی بن جائے۔ ایسے "امام مہدی"۔ "مردِ کامل" اور "عمیق فکر راہنما" کی ضرورت کو مسلمانوں کے "مایہ ناز مفکروں" نے بھی تسلیم کیا ہے گو اُس کے کام و عمل کے بارہ میں ایک عجیب و غریب سیاسی تصور بھی اپنے ذہنوں میں قائم کیا ہے۔ چنانچہ

(۱) مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی ہی رقمطراز ہیں۔ کہ

> "یہ بات لازمی ہے کہ ہم اس بات کا اعتراف و اقرار کریں کہ عالمِ اسلام جس کے ایک زمانہ سے ہم گیت گاتے چلے آئے ہیں۔ اور کہ وہ مضبوط جماعت جو خاص اوصاف کی حامل تھی اب وہ جدید اسلامی دعوت کا شدید تر محتاج ہے۔ اب صرف دعاۃ و مبلغین کی آوازیں کافی نہیں۔ اس کے لئے عملی دعوت درکار ہے۔ اور لازمی طور پر ایک "عمیق فکر راہنما" کی ضرورت ہے۔"

(البعث الاسلامی لکھنؤ ماہ اپریل و مئی ۱۹۵۹ء)

(ب) مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی رقمطراز ہیں کہ:-

> "مہدی کے کام کی نوعیت کا جو تصور میرے ذہن میں ہے وہ بھی ان حضرات کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے اُس کے کام میں کرامات و خوارق، کشوف و الہامات اور چلّوں اور مجاہدوں کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک "انقلابی لیڈر" کو دنیا میں جس طرح شدید جدوجہد اور کشمکش کے مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے انہی مرحلوں سے مہدی کو بھی گذرنا ہوگا وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر (School of Thaught) پیدا کرے گا ذہنوں کو بدلے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا۔ جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی۔ جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو کچلنے کی کوشش کرے گی مگر بالآخر وہ اقتدار کو الٹ کر پھینک دے گا۔"
>
> "میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید طرز کا لیڈر ہوگا وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی و ذہنی، ریاست و سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر چھا جائے گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی "جدتوں" کے خلاف مولوی۔ اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔" (تجدید و احیائے دین)

(ج) علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ رقمطراز ہیں کہ

> "میں اس عرصہ میں صرف اس بات پر غور کرتا رہا۔ کہ مسلم جماعت کیوں اس قدر اقتصادی زبوں حالی اور اخلاقی پستی میں مبتلا ہے۔ وہی قرآن جو اصحابہ کے زمانہ میں تھا۔ اب بھی جوں کا توں موجود ہے وہی تعلیمات اسلامی جس کی بدولت عرب کے بادیہ نشینوں نے اکاسرہ و قیاصرہ کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب بھی علیٰ حالہا قائم ہے لیکن آج مسلمان وہ نہیں ہے۔ جو پہلے تھا۔ یقیناً یہ رجعت قہقری ہم کو پیروانِ اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب و ادیان کی تاریخ میں بھی نظر آتی ہے اور جب ہم اُن کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کرتے ہیں تو صرف ایک نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں انقلابات کتابوں نے نہیں بلکہ شخصیتوں نے پیدا کئے ہیں۔ یعنی جب تک ابھارنے والی شخصیت موجود رہی قوم بھی ترقی کرتی رہی اور جب وہ شخصیت فنا ہو گئی۔ تو وہی ترقی بھی رُک گئی اور رفتہ رفتہ پھر لوٹ کر اُسی نقطہ تک پہنچ گئی۔ جہاں سے وہ آگے بڑھی تھی۔ اسلئے اگر مسلمان اس وقت تباہ و برباد ہیں تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اُن میں کوئی شخصیت ایسی موجود نہیں کہ جو عملاً اُن کو تعلیماتِ قرآنی کی طرف بلانے والا اور چلانے والا ہو۔"

(رسالہ نگار لکھنؤ ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

متذکرہ بالا افکار مسلمانوں کے مستند مایہ ناز مفکّرین کے ہیں جو دراصل تمام مسلم قوم کے "جذبات و تصورات" کے آئینہ دار ہیں کہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تجدید و ترقی کے لئے کسی انقلابی شخصیت "عمیق فکر راہنما" مردِ کامل اور الامام المہدی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ عظیم الشان کام موجودہ زمانہ کے علماء و فقہاء کے بس کی بات نہ تھی۔

"مردِ کامل" کا ظہور اور ایک عظیم الشان رُوحانی انقلاب

مسلمانوں کی خستہ حالی اور کس مپرسی۔ اور علماء و فقہا کی بے بسی کو دیکھ کر خدائے رحیم و کریم کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اُس نے اُنیسویں صدی میں ہی اُس مردِ کامل۔ الامام المہدی اور عمیق فکر راہنما کو اسلام کی تجدید و احیاء اور غلبہ بر دیگر ادیان کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس "مردِ کامل" نے یوں مژدہ جانفزا سنایا سہ

> ابن مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
> نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
> ملک سے مجھکو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
> کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

(۔۔۔ ملاحظہ صفحہ ۔۔۔ پر)

مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

نیز فرمایا ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

نئی زمین اور نیا آسمان

اس "مرد کامل" نے ایک "روحانی انقلاب" یعنی نئی زمین اور نیے آسمان کے بارہ میں یوں بشارت دی کہ

"خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی۔ یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہوگئے۔ گویا مر گئے۔ کیونکہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ گیا۔ اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہوگئے سو خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنادے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اُسکے بندے کے ہاتھ سے اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے دشمنی کی۔" (کشتی نوح)

زندہ اسلام کے بارہ میں چیلنج

اس "مرد کامل" اور "عشق نگر رابنیا" اور جری اللہ فی حلل الانبیاء نے اسلام کی زندگی کے بارہ میں مذہب عالم کو یوں چیلنج دیا کہ:-

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ نبی صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو وہ آمادہ اور آمنگ سے مجھ سے یہ امتحان زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کوئی عذر تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے۔ اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔" (لیکچر زندہ رسول)

مرد کامل کی عدم شناخت اور علماء کی مخالفت

آہ وہ "مرد کامل" اور "الامام المہدی" عین وقت پر آیا۔ اور پاکیزہ عزائم اور مقدس مشن لے کر آیا۔ چونکہ اس کا ظہور علماء وعدہ نیاز کی "تصورات ذہنی" کے مطابق نہ تھا۔ اس لئے "آیت کریمہ" افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم" (البقرہ) کے مطابق انہوں نے اُسے شناخت نہ کیا بلکہ متکبرانہ انداز میں اُسکی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ وہ "مرد کامل" اگرچہ وقت کے تمام علوم جدید پر ایک مجتہدانہ بصیرت رکھنے والا اور زندگی کے سارے مسائل کو خوب سمجھنے والا تھا۔ زمین و آسمان سے اُسکی تائید میں نشانات ظاہر ہو رہے تھے۔ مگر مولانا مودودی صاحب کے اندیشہ کے عین مطابق اُس کی بدقسمتی کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی نے سب سے پہلے اُس کے خلاف شورش برپا کی اور کرتے چلے جارہے ہیں۔

یہ مرد کامل کون ہے

یہ "مرد کامل" اور امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ جو عین وقت پر خدا تعالےٰ کی طرف سے انیسویں صدی عیسوی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں تجدید دین اور اشاعت اسلام کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ نے نہ صرف مخالفین اسلام یعنی عیسائی۔ آریہ اور برہمو سماج وغیرہم کے جارحانہ حملوں کی شاندار طور پر مدافعت کی۔ بلکہ جارحانہ طریق پر اُن کے فرسودہ عقائد کا بطلان ظاہر کر کے اسلام کے فضائل و محاسن کو اُن کے سامنے ایسے رنگ میں پیش کیا کہ مخالفین کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اُن کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اور مذہبی میدان میں شکست کھا کر پسپا ہوگئے۔ دوسری طرف آپ نے اسلام کو ایک زندہ اور عالمگیر دین ثابت کیا۔ اور اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے تعمیری کام شروع کئے۔ بیشمار کتب تصنیف فرمائیں اور ایک پاکیزہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ جو اسلام کے عالمگیر پیغام کو لے کر عظیم اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر اکناف عالم میں نکل جاتے۔ زندگی بھر اس مرد کامل نے حمایت اسلام کا مقدس کلام جاری رکھا۔ اور مقدس بنیادوں پر اسے قائم کر کے وہ فتح نصیب اسلامی جرنیل دنیا سے کامیاب و کامران رخصت ہوا۔ اور آج اُس کی جماعت اس مقدس مشن کی تکمیل کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کی متمنی اور خواہاں ہے۔

اعتراف حق

لیجئے آپ اُس "مرد کامل" کی عظیم الشان کامیابی کا اعتراف اُس کے مخالفین کی زبانی سنیئے!

۱۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند کو مناظرہ کی دعوت دی۔ مگر وہ مقابلہ سے فرار کر گئے۔

"آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقعہ مل گیا۔ اُس نے آریہ سماج کے خلاف "سفیر ہند" امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس میں سوامی دیانند جی مہاراج کو بھی چیلنج دیا۔ چونکہ سوامی دیانند جی مہاراج اُن دنوں راجپوتانہ کا دورہ کر رہے تھے۔ اسلئے اُنہوں نے بخت در سنگھو اور منشی اندرمن مراد آبادی سے کہا کہ وہ اُن کا چیلنج منظور کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ انہی ایام میں بعض وجوہ کی بنا پر سوامی جی نے اندرمن مراد آبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا۔ اسلئے مناظرہ نہ ہوسکا مرزا غلام احمد نے اس رنگ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس نے مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق نفرت پیدا کر دی۔"

(آریہ سماج اور پرچار کے سادھن مؤلفہ پنڈت دیودت)

۲۔ ایک برہمو سماجی لیڈر دیوندر ناتھ سرہاسے لکھتے ہیں:-

"برہمو سماج کی تحریک ایک پرجوش طوفان کی طرح اٹھی اور آناً فاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اسکی شاخیں قائم ہوگئیں بھارت میں نہ صرف ہندو اور سکھ ہماری اس تحریک سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی۔ روزانہ بیسیوں مسلمان برہمو سماج میں پرویش ہی شامل ہوتے اس کی دیکھنا لینے ہی معلوم ہے کہ بنگال کے بڑے بڑے مسلم خاندان برہمو سماج کے ساتھ نہ صرف ہمدردی رکھتے بلکہ اس کے باقاعدہ ممبر تھے۔ لیکن عین انہی دنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے عالم تھے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور اُن کو مناظرہ کے لئے چیلنج کیا۔ افسوس ہے کہ برہمو سماج کے کسی ودوان نے اس چیلنج کی طرف توجہ نہیں کی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو کہ برہمو سماج کی تعلیم سے متاثر تھے نہ صرف پیچھے ہٹ گئے۔ بلکہ باقاعدہ برہمو سماج میں داخل ہونے والے مسلمان بھی آہستہ آہستہ اُسے چھوڑ گئے۔"

(رسالہ "گوندی" کلکتہ۔ اگست ۱۹۲۰ء ہندی سے ترجمہ)

۳۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی وفات پر اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا .... دنیا سے اُٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رخصت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہوگیا ہے اور اُس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اُس مدافعت کا جو اُن کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ادیانِ عالم پر اسلام کا تفوق

از محترم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

عنوان مضمون ہذا میں قرآن کریم کی جو آیت درج کی گئی ہے اس کے متعلق اکثر مفسرین نے یہ رائے واضح طور پر ظاہر کی ہے کہ گو اسلام کا ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سرزمین عرب میں ہو چکا ہے۔ لیکن اس آیت کے آخری ٹکڑے لیظہرہ علی الدین کلّہ پر عمل اس مرد کامل کے ذریعہ مقدر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کے فیوض سے مشرف ہو کر روحانی رنگ میں دلائل و بینات کے زور سے اسلام کو ادیانِ عالم پر غالب کرے گا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور پھر خلفائے راشدین کے زمانہ میں اسلام صرف ایک محدود دائرہ تک ہی پہنچ سکا تھا۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مسلمان بعض ممالک میں پھیلتے گئے۔ اور ایک طرف افریقہ تک اور دوسری طرف چین تک اور تیسری طرف مشرق بعید کے جزائر تک پہنچ گئے لیکن یہ سب کچھ ایک تدریج کے ساتھ ہوا۔ اور تیرہ سو سال کے لمبے عرصہ میں ہوا۔

اللہ تعالے کے انبیاء جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ تو وہ اللہ تعالے کے پیغام الٰہی دنیا کو پہنچا کر ایک محدود طبعی عمر پا کر وفات پا جاتے ہیں۔ اور ازل سے اب تک یہی سنت اللہ ہے۔ ان کی زندگیوں میں ان کا مشن بظاہر اس طرح پورا ہوتا ہے کہ ایک محدود حلقہ کو ہی متاثر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیاء کی وفات کے وقت ان کے متبعین کو منکرین کے یہ طعنے اور اعتراضات سننے پڑتے ہیں کہ ان کا مشن کامیاب نہیں ہوا۔ اس لئے کہ متبعین کی تعداد انبیاء کی زندگیوں میں اتنی قلیل ہوتی ہے۔ کہ منکرین کی تعداد سے اسے کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات کے نفوذ کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اور متبعین ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ایک وقت آتا ہے کہ متبعین کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ عیسائیت نے ۱۹۷۰ سال کے لمبے عرصہ میں ایک آہستہ تدریج کے ساتھ اپنی موجودہ تعداد کو پایا ہے۔ ورنہ جس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پا کر دور دراز کا سفر اختیار کیا تھا اور پھر طبعی عمر کے بعد آپ کی وفات ہوئی تھی اس وقت تک عیسائی اتنے قلیل تھے کہ ہر جگہ مغلوب تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور آج کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ایک ارب کے لگ بھگ ہے۔ جو دنیا کی آبادی کا نصف ہے۔

بہرحال انبیاء کی وفات ایسے حالات میں ہوتی ہے کہ متبعین کم ہوتے ہیں۔ اور منکرین زیادہ ہوتے ہیں۔ اور انبیاء صرف ایک محدود تعداد کو اللہ تعالے کا پیغام پہنچا کر اور ایک راست سمت کی رہنمائی کر کے وفات پا جاتے ہیں۔ جس پر متبعین کا قافلہ رواں ہو جاتا ہے اور ایک قدرتی آہستگی اور تدریج کے ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور منکرین یہ اعتراض کر اٹھتے ہیں کہ نبی کا مشن کامیاب نہیں ہوا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی اسلام عرب کے چند قبائل اور محدود سے چند مقامات تک نفوذ کر پایا تھا۔ اور پھر خلفاء کے زمانہ میں فتوحات کا دور شروع ہوا اور اسلام یورپ کی سرحدوں کے اندر دور تک پھیلا گیا۔ لیکن وہ فتوحات اسلامی جنہوں نے اکاسرہ و قیاصرہ کے ایوانوں کو لا الٰہ الا اللہ کی ضرب سے متزلزل کر دیا تھا بھی محدود ہی رہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے نے خاص شان عطا فرمائی ہے۔ اور آپ کو دوسرے انبیاء سے بہت بڑھ کر اور نمایاں ترقی اپنی زندگی میں دکھا دی گئی تھی۔ یعنی سرزمین عرب قریباً سب کی سب اسلام میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن دنیا کی آبادی کے مقابل پر سرزمین عرب بہت محدود علاقہ ہے۔

اسلام کے اس محدود ابتدائی نفوذ کو دیکھتے ہوئے مفسرین نے لیظہرہ علی الدین کلّہ کی یہ تعبیر کی تھی۔ اور یہی حقیقی تعبیر ہے۔ جسے واقعات نے صحیح ثابت کیا ہے کہ ادیانِ عالم پر اسلام کی تعلیم کا غلبہ و تفوق آئندہ زمانہ سے وابستہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس زمانہ میں اسلام سرزمین عرب سے طلوع ہوا تھا۔ دنیا میں یہودیت کا وجود بھی تھا اور عیسائیت کا بھی۔ ہندوازم بھی موجود تھا اور بدھ ازم بھی اور یہی بڑے بڑے معروف ادیان تھے۔ اور گو مسلمانوں کو طوفانی فتوحات حاصل ہوئی تھیں جن سے مشرق و مغرب لرز اٹھے تھے۔ لیکن ادیانِ عالم پر غلبہ کا چونکہ ایک وقت اللہ تعالے کی طرف سے مقدر تھا۔ اس لئے اللہ تعالے کی تقدیر نے اسے معرضِ التواء میں رکھا۔ تا وہ اپنے وقت پر پورا ہو۔

یہ اللہ تعالے کی ایک عجیب حکمت ہے کہ اسلام کو اپنے صدر اوّل میں جو پے بہ پے فتوحات حاصل ہوئی تھیں۔ اور گو ان سب کا رنگ دفاعی تھا۔ اور اگر تلوار اٹھائی گئی تھی تو محض دشمن کی بے نیام تلوار کا مقابلہ کرنے کے لئے۔ لیکن آج تک غیر مسلم متعصب مستشرقین اسلام کے خلاف یہ الزام بڑے جلی حروف میں عائد کرتے چلے آئے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ ہم کیوں نہ یہ کہیں کہ اللہ تعالے نے اپنی مخفی در مخفی حکمت کے ماتحت ان فتوحات کا سلسلہ بھی بند کر دیا تھا تاکہ ایک وقت آنے پر اسلام صرف دلائل کے زور سے اور براہین کے بل پر ادیانِ عالم پر غلبہ حاصل کرے۔ اور مخالفین مستشرقین کے اس الزام کو غلط ثابت کر سکے کہ وہ تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ اور یہ کہ دلائل و براہین کے ساتھ پھیلنے کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔

پھر یہ بھی اللہ تعالے کی ایک عجیب حکمت ہے کہ اسلام کے خلاف تلوار کے زور سے پھیلنے کا الزام عاید کرنے میں عیسائی مستشرقین ہی پیش پیش تھے۔ گو بعض دوسرے مذاہب والوں نے بھی یہ اعتراض کیا ہے۔ لیکن عیسائیوں نے تو یہ شیوہ ہی اختیار کر لیا تھا۔ اور اپنی ہر تحقیقی تصنیف کی زینت کے لئے یہ فقرہ ضرور دہرایا کرتے تھے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

اس کے علاوہ اسلام کے ادیانِ عالم پر روحانی غلبہ کو قدرت نے اس لئے بھی معرضِ التواء میں رکھا کہ تیرھویں صدی ہجری تک ادیان کی تعداد بھی محدود تھی۔ لیکن تیرھویں کا آخر اور چودھویں صدی کی ابتداء تو مذاہب کی پیدائش کے لئے ایک زرخیز زمانہ تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کے گلشن پر مذاہب کی بہار آ گئی ہے۔ بڑے بڑے اور معروف مذاہب تو موجود ہی تھے۔ انہی میں سے بہت سے نئے مذاہب نے جنم لیا۔ کہیں نیچریت نے جھنڈے گاڑ دیئے تھے، تو کہیں برہمو سماج نے۔ کہیں بہائیت ابھر رہی تھی تو کہیں آریہ سماج نے جنم لیا تھا۔

اور پھر یہی نہیں کہ ان تمام مذاہب نے اپنی اپنی تلقین پر اکتفا کر لیا ہو۔ کیونکہ ہر مذہب یا مکتب خیال و فکر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ترقی کے سامان کرے بلکہ جو بھی مذہب اٹھا اس نے اپنا ترکش سنبھال کر اسلام ہی کو ہدف بنا لیا۔ اور آخر یوں معلوم ہونے لگا کہ اسلام نام ہے محض ایک کمزور ہدف بنا کر دنیا کے تمام مذاہب تیر اندازی کر رہے ہوں۔ اور ان تمام مذاہب نے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر بیک وقت اسلام پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی!

اور سب سے بڑا اکھاڑہ تو ہندوستان میں بنا جو گویا مذاہب عالم کی ایک منڈی تھی۔ اور وہ اسلام کے خلاف زہر چکانی میں مصروف نہ ہوں۔ یہ زمانہ اسلام کے لئے سخت کس مپرسی کا تھا۔ بالخصوص غلام ہندوستان کا غلام مسلمان تو کچھ ہی نہ سکتا تھا کہ وہ اس حملہ کے دفاع کی کیا تدبیر کرے۔ اگر کسی دل میں درد اٹھتا تھا وہ اپنے آنسوؤں کو مسدس کی شکل دے کر دوسروں کو بھی رونے کی دعوت دیتا تھا۔ یا پھر اسلام کی مرثیہ نگاری کرتا تھا۔ دفاع تو بہت دور کی بات ہے کسی میں یہ سکت بھی تو نہ تھی کہ اسلام کے سینے میں لگے ہوئے تیروں کو ہی کھینچ کر باہر نکال دے اور ہندوستان میں چونکہ انگریز عیسائی کا تسلط تھا۔ جو کسی زمانہ میں اسلام سے شکست پر شکست کھا چکا تھا۔ اسلئے وہ خوش تھا۔ کہ اسلام کا سینہ چھلنی ہو رہا ہے۔ بلکہ وہ خود سب سے بڑا حملہ آور تھا۔ اور چڑھتے سے ڈوبتے سورج تک کی معلومہ دنیا پر سیاسی تسلط نے اسے اور بھی نڈر بنا دیا تھا۔ اور وہ بڑی بیباکی کے ساتھ اسلام کے خلاف صف آرا تھا۔

خطہ عرب جو اسلام کا مشرق تھا وہ بھی انگریز کے تسلط سے سہما ہوا تھا اور اتنا خوفزدہ تھا کہ وہ بجائے اس کے کہ اسلام کے لئے سینہ سپر ہوتا الٹا ایک غیر محسوس تدریج کے ساتھ اور لاشعوری کیفیت سے مغربیت، زندگی اختیار کرتا چلا جا رہا تھا اسلامی احکام و حدود کی حیثیت ایک افسانہ سے زیادہ کچھ نہ رہ گئی تھی۔ اور اسلامی ممالک کے فرمانرواؤں کے لئے تو یہی بس [illegible] تھا کہ وہ ظل الٰہی کہلا کر خواب خرگوش میں مست رہیں۔

اور یہی وہ زمانہ تھا جس کے متعلق مخبر صادق نے یہ اعلام الٰہی خبر دی تھی کہ لا

یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ۔ اسلام صرف ناموں سے ظاہر ہونے کے لئے رہ گیا تھا اور قرآن صرف مطبوعہ الفاظ کا نام سمجھا جانے لگا تھا۔ اور اسلام کی اس عالمگیر کس مپرسی کی تفسیر تھی مسدس حالی!

مگر کیا اسلام کے لئے صرف نوحہ اور مرثیہ ہی مقدر تھا؟ نہیں۔ یہی عالم تھا کہ اسلام کے اس جسم میں سے جو تیروں سے چھلنی تھا۔ اور بے جان سمجھا جانے لگا تھا۔ ایک روح ابھری۔ اس نے چاروں سمت نگاہ دوڑائی حملہ آوروں کا جائزہ لیا۔ تیروں کا رخ دیکھا۔

اور بآواز بلند دعوت مبارزت دی کہ اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن اس نے دلائل و براہین کی تلوار یں نکال کر جب اسلام کی طرف سے دفاعی حملہ کیا تو حملہ آوروں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور وہ پیٹھ دکھا کر مفر تلاش کرنے لگے۔ اور پھر جب وہ چھوٹے بڑے پورا اس روحانی ہتھیار تیار کر کے میدان کارزار میں اترا۔ اور ادیان عالم کے مشاہیر کو مقابلہ کی دعوت دی تو ان بھاگتے ہوئے حریفوں نے تھوڑی بہت غیرت کھا کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ مگر کون نہیں جانتا کہ الیگزنڈر ڈوئی کا کیا حشر ہوا۔ لیکھرام کا کیا انجام ہوا۔ اور آتھم کو کیسے دن دیکھنے نصیب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ اس نے قادیان جیسی کور دہ اور الگ تھلگ سی بستی میں سے دنیوی لحاظ سے ایک بے سروسامان شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کے دفاع کے لئے چنا۔ اور آپ نے اس روحانی دفاع کے لئے دلائل و براہین کا ایک انبار لگا دیا۔ ایسے دلائل جنہوں نے مخالفین کے نطق پر تالے لگا دیئے۔ اور وہ علم کلام عطا کیا جس نے بڑے بڑے بے باک زبانوں کو گنگ کر دیا

ادیان عالم پر اسلام کے روحانی غلبہ کا نظارہ ایک تو وہ تھا جب مذاہب عالم کی کانفرنس منعقدہ لاہور میں آپ کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھ کر سنایا گیا جس نے سامعین کے قلوب کو مسخر کر لیا اور ہر حاضر و غائب سامع پکار اٹھا کہ یہ مضمون سب سے بالا رہا۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ مخالفین نے اور معترضین نے اقرار کر لیا کہ اسلام پر تلوار کے زور سے پھیلنے کا جو الزام تھا وہ غلط ہے۔ اور اسلام اپنے دلائل کے رو سے یہ سکت رکھتا ہے کہ اپنے دین کامل ہونے کا اعلان کر سکے۔ اور یوں منوا سکے۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اسلام کے صدر اول میں جو پے در پے فتوحات ہوئی تھیں وہ تلک نظر تھیں۔ اس لئے کہ اسلام کے تلوار پیچھے

کی ہزیمت بخشنے والے خود دنیوی غلبہ حاصل کریں۔ اور ان کے غلبہ و تسلط کے درمیان ایک شخص اسلام کا جھنڈا لے کر کھڑا ہو اور دلائل کے ساتھ اس کی فوقیت کو ثابت کر دے

اور آج جب کہ فرزندان احمدیت خدا کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکے ہیں۔ اور ہر ملک میں اسلام کا جھنڈا یہ چھوٹی سی جماعت تھامے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا تعجب کے ساتھ یہ اقرار کرنے کے لئے زبان جا رہی ہے۔ کہ اسلام واقعی ایک قابل قبول صداقت ہے۔ اور عیسائی مستشرقین جو یہ کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں نے تو تلوار کے زور سے مسجد قرطبہ بنائی تھی۔ آج یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ کہیں ان کی تحقیق غلط ہی نہ ہو۔ اور وہ سوچ رہے ہیں کہ مسجد قرطبہ کو ظالم نے تلوار سے موسوم کر دیا تھا۔ اب لندن۔ جرمن اور افریقہ کی مسجدوں کے متعلق کیا کہا جائے جو جماعت احمدیہ کے نہتے مجاہدوں نے اکیلے اکیلے آکر اور عمر کے پیاسے رہ کر بنوائی ہیں۔ اور جن کے بلند و بالا میناروں پر سے اللہ اکبر کی صدائیں پانچوں وقت بلند ہو کر عیسائی دنیا سے گویا یہ دریافت کرتی ہیں کہ تمہارا سویا ہوا خدا گرجے کے گھنٹوں کی آوازوں سے کب بیدار ہوگا۔!

اور جسے یقین نہ آئے وہ افریقہ میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ وہاں کے عیسائی مشنری انگلینڈ کو واپسی کے ٹکٹ خرید رہے ہیں یا نہیں اور وہاں ڈیڑھ سو کے قریب مساجد تعمیر ہو کر گرجا گھروں کا منہ چڑا رہی ہیں یا نہیں۔

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام نے اپنے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی قیادت میں دنیا کے ہر ملک میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ اور جہاں تک مذہبی دنیا کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم اور اس کے دلائل کا تعلق ہے۔ خدا کے فضل سے آج احمدی مبلغ کا نام سنکر ہی بڑے بڑے خسرو بیان تاب مقابلہ کھو بیٹھے ہیں۔

افسوس ہے کہ یہ مختصر مضمون ان حوالجات کا متحمل نہیں ہو سکتا جن میں تقریباً ہر مذہب کے مشاہیر نے تسلیم کیا ہے کہ احمدیت نے جنم لے کر اسلام کے اندر زندگی کی روح نئے سرے سے پھونک دی ہے اور وہ وقت آ رہا ہے جب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ نادان ہے وہ شخص جو احمدیت کی صرف ستر سالہ زندگی میں ہی یہ اندازہ کر لے بیٹھ جاتا ہے کہ یہ جماعت تو ابھی بہت تھوڑی ہے مگر وہ نہیں دیکھتا کہ اس جماعت نے دلائل کے میدان میں کتنا کام کیا ہے۔

جاء المسیح جاء المسیح (بقیہ صفحہ ۲)

سچ ہی اور صرف وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے۔ جس کے قدم پر سے نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔!!

پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکالے (اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

آپ کی سچائی قوت قدسی اور پاک صحبت سے فیض یاب ہو کر ہزاروں ہزار افراد نے مثالی اور پاک زندگی پائی اور آپ کی شب و روز تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں ایک ایسی فعال جماعت تیار ہوئی جن کے اندر زندہ اور تازہ ایمان کی روح پھونک گئی ہے ان میں اب ایسا جوش عمل پیدا ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اکناف عالم میں پھیل گئے آج احمدیہ جماعت کی بتدریج ترقی اور اس کی تنظیم کی قوت اور فعالیت اپنوں اور غیروں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے اور اس کے سنہری کارنامے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں

ایسے وقت میں جبکہ آپ کی مجلس تین چار افراد سے زیادہ بیٹھنے والے نہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ جائے گی۔ آپ ساری دنیا میں شہرت پا جائیں گے اور ایک جہان آپ کی طرف رجوع کرے گا آج اس الہام کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے۔ لاکھوں سعید روحوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے پاکیزہ مالوں کو آپ کے قدموں میں لا رکھا اور آپ نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اشارہ سے ان کے اموال کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے ایسے رستوں پر لگایا جس کے خوش کن نتائج اس وقت دنیا کے سامنے ہیں۔ آپ ہی کی مقدس جماعت آج ہندوپاکستان کے باہر یورپ و امریکہ کے متمدن ممالک اور تاریک براعظم افریقہ کے باشندوں کو اسلام کے نور سے منور کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور ان کی اپنی زبانوں میں کلام اللہ کے تراجم شائع کر کے اس آسمانی پیغام کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ جس کے ساتھ آئندہ زمانہ کی خیر و صلاح وابستہ ہے۔

صحیح اسلامی تعلیم کی روشنی میں آپ نے مالگیر صلح کی آواز بلند کی اور روئے زمین کے جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کو قائم کرنے کے لئے ایک ایسا بے مثال نمونہ پیش کیا کہ ایک تو دیگر مذاہب

کے پیشواؤں کو قرآنی تعلیم کے مطابق مقدس اور قابل صد احترام و عظمت وجود قرار دیا اور پھر اسی نہج پر جملہ مخالفین اسلام کو بھی عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ۔ اگرچہ آپ کی بعثت کے زمانہ میں مذہبی مناظرات اور مناقشات کا بازار گرم تھا۔ لیکن اس قابل قدر اصول کو پیش کر کے آپ نے ان مذہبی مباحثات کی صورت حال ہی بدل دی کہ بجائے دوسرے مذہب پر بے جا تنقید کرنے کے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے پر کوئی ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس کے اپنے معتقدات یا مذہبی کتاب پر وارد ہو سکتا ہو!! اس طریق اور اصول کو اپنانے سے ہر منصف مزاج محقق پر زندہ مذہب کی خوبیاں اور محاسن خود بخود عیاں ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ کونسا مذہب فی الواقع ذاتی اوصاف اور محاسن کا وافر خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور نوع انسان کو اس حقیقی روحانیت سے حصہ بخشتا ہے جس کی ہر زمانہ میں انسان کو بڑی ہی ضرورت رہی ہے۔ اور جس کی تکمیل کے بغیر اس دنیا میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

آپ نے اس بات کو بڑی تحدی سے بار بار پیش کیا۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور قرآن مجید ہی وہ آسمانی زندہ کتاب ہے جو زندہ خدا تک راہنمائی کرتی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں جن کے فیضان کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور آپ ہی کی برکت سے آپ نے وہ مقام حاصل کیا جس پر آپ نے دیگر اہل مذاہب کو چیلنج دیا۔ مگر وہ نشانات کے دکھانے میں کسی کو مقابل پر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ میں سچائی کی روح بول رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نور اس زمانہ میں اس کے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر نازل ہوا۔ جس کی طرف دعوت دیتے ہوئے آپ نے پریم اور محبت سے ساری دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

درخواست دعا ۔ میرا نواسہ مبارک بیگ سل کی حالت سے بیمار چلا آرہا ہے اور ان کے شوہر بھی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ دو بیٹیوں کی شادیاں ایسے رشتوں کی سلسلہ سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے بیگم سیٹھ شہاب اللہ الدین صاحب سکندرآباد

موجودہ زمانہ میں اسلام کو "قوت کارفرما" بنانے کیلئے آسمانی سامان

احمدیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟

اخبار المنبر لائلپور کے اعتراضات پر ایک نظر

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیان

(۱)

جب سے عالم اسلام کو اپنے متعلق احساس کمتری ہونے لگا ہے اور مغرب کی چکا چوند کر دینے والی مادی ترقیات کو دیکھ کر اسے اپنی پرانی عظمت اور شان و شوکت کی یاد ستانے لگی ہے اور اس کے مقابلہ میں اسے اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا ہے۔ اس وقت سے مختلف اسلامی ممالک میں اسلام کو بروئے کار لانے کے لئے مختلف مجالس۔ علماء اور لیڈران قوم کی طرف سے مختلف رنگوں میں تجاویز منصہ اور پروگرام عالم اسلام کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور مختلف عنوانوں کے تحت اس امر کو زیر بحث لایا جا رہا ہے۔ کبھی تو حکومت الٰہیہ کے زیر عنوان اس کے متعلق اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ کبھی غلبہ اسلام کے پروگرام پر کوششیں ہو رہی ہیں۔ کبھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اصلاح امت کا نام لے کر مسلمانوں کو ابھارا جا رہا ہے۔ کبھی اتحاد عالم اسلام اور تجدید دین و احیاء سنت وغیرہ مقاصد کے پیش نظر پراپیگنڈا کا شور سنائی دے رہا ہے۔ گذشتہ دنوں بعض پاکستانی اخبارات و رسائل میں اسلام کو قوت کارفرما بنانے کے لئے کن سامانوں و مساعی کی ضرورت ہے؟ کے تحت مضامین کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا تھا۔

چونکہ عالم اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے اس لئے مسلمان نہ تو اپنی اندرونی اصلاح و ارشاد پر قادر تھے۔ نہ ہی بیرونی کفر و الحاد کے حملوں کی تاب لا سکتے تھے۔ اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو اقوام عالم کی صف میں برابر کے مرتبہ پر لا کر کھڑا کرنے کے قابل تھے۔ اس لئے مفکرین اسلام کی تمام سکیمیں۔ مساعی اور جد و جہد کا نتیجہ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہ نکل سکا اور ان کا تمام جوش و خروش اور ولولے سوڈا واٹر کے ابال کی طرح چند روز جوش دکھا کر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا رہا۔ وہ ہر میدان میں خود پریشان و سراسیمہ اور حیران و سرگرداں تھے۔ اس لئے ان حالات میں اپنی مدافعت پر بھی قادر نہ تھے۔ بلکہ اس سے کلیۃً عاجز و قاصر تھے

وہ تعلق باللہ سے کورے اور عاری تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ اور اس کی ذات کے متعلق حق الیقین سے کوسوں دور تھے۔ پھر ان میں عزم مستقلانہ اور ایثار اور قربانی کی روح کس طرح اور کہاں سے پیدا ہو سکتی۔ وہ تو اقوام عالم کو بام عروج پر دیکھ کر اور بھی ششدر اور مرعوب ہو چکے تھے اور کس مپرسی۔ مایوسی اور بے بسی کے عالم میں وہ کبھی تو مسیح کی انتظار میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے۔ اور کبھی وہ اس کا مداوا زمین میں تلاش کرتے اور امام مہدی کے خروج کو بے تابانہ تلاش کرتے۔ حتی کہ صحف انبیاء کی بیان کردہ جملہ علامات ان کی آنکھوں کے سامنے پوری ہو کر ان کی حسرت میں اضافہ کا موجب بنگئیں کہ ضرورت زمانہ کے مطابق عین وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے آواز بلند ہوئی اور ایک مرد خدا روح القدس کی تائید اور قوت پاکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی منشاء اور اس کے حکم سے ایک پروگرام پیش کیا اور اس میں شرکت کی تمام عالم اسلام کو دعوت دی۔ مگر مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ بلکہ اس آواز کو دبانے اور ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے لئے ہر جائز و ناجائز وسیلہ اختیار کیا۔ مگر وہ آواز بڑھتی گئی اور بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ تاآنکہ وہ اکناف عالم میں گونجنے لگی۔

احمدیت کی اس نمایاں کامیابی کو دیکھ کر عالم اسلام میں بھی پھر سے ولولہ پیدا ہوا۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً ان کی طرف سے مختلف تجاویز اور مساعی کو عمل میں لانے کے لئے پھر سے آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ مگر باوجود آسمانی آواز کی کامیابی کے آثار دیکھنے کے وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حالانکہ اس میں ان کی دوبارہ زندگی کا راز مضمر ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے انہیں وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے جس کے لئے ان کی بدھیں تڑپ رہی ہیں۔ مگر اس کے حصول سے بے بس ہیں

نزول مسیح کی انتظار

بات یہ ہے کہ ہمارے دیگر مسلمان بھائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم کامل و مکمل کتاب ہے اور اس کا زمانہ تا قیامت ممتد ہے اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ حفاظت اسلام بالخصوص تکمیل اشاعت اسلام کا کام کلیۃً ختم ہو چکا ہے۔ بایں ہمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بجسم عنصری زندہ مانتے بلکہ ان کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ضرورت نبوت سے انکار نہیں۔ مگر ان کی انتظار کا سلسلہ اتنا طول پکڑ گیا ہے۔ کہ تطاول ختم ہونے میں نہیں آتا۔

امت محمدیہ میں تفرقہ

دوسری طرف انہیں اس امر سے بھی انکار نہیں کہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کے رسول کا یہ ارشاد بھی موجود ہے

لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل ... ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ؟ قال ما انا علیہ واصحابی (ترمذی)

کہ میری امت پر بھی وہی حالات آئیں گے جو یہود پر آ چکے ہیں۔ اور وہ کلیۃً ان کے مشابہ ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے مگر میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ وہ فرقے سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے کہ وہ جنتی ہوگا۔ اصحاب نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا گروہ ہوگا آپ نے جواب میں فرمایا۔ وہ وہ گروہ ہوگا جو اس ذمہ داری کو ادا کر رہا ہوگا جسے میں اور میرے اصحاب ادا کر رہے ہیں۔ یعنی وہ فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں منہمک ہوگا۔ چنانچہ رسالہ المنبر لائلپور کا ایک مضمون نگار مسلمانوں اور ان کے علماء کی حالت زار کا ذکر حدیث کے حوالہ کے ساتھ یوں رقمطراز ہے:-

"حدیث شریف میں حضرت انورؐ نے فرمایا ہے یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (مشکوٰۃ کتاب العلم) حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ جب اسلام کا نام رہ جائیگا اور قرآن کی فقط رسم۔ مسلمانوں کی مسجدیں بظاہر ہر جہاز فانوس قالینوں۔ پانی۔ روشنی وغیرہ سے تو آباد ہونگی لیکن ہدایت (خالص قرآن و حدیث کی تبلیغ اور مسنون عبادات) سے ویران ہوں گی۔ ان کے پاس سے اشراک، بدعات اور فرقہ بندیوں کا فتنہ پھیلے گا۔ اور ان میں لوٹے گا"۔

عالم اسلام کے عوام اور خواص عالم اور غیر عالم سبھی کو اس امر کا تسلیم کھلا اعتراف ہے کہ واقعی مسلمانوں کی حالت کا آج وہی نقشہ نظر آ رہا ہے۔ جو مذکورہ حدیث میں سرور دو عالم نے بیان فرمایا ہے۔ عوام علماء کو اور علماء باقی تمام کو گمراہ قرار دیکر اس پر مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔ علماء نے جہاں اپنے اخلاق و کردار سے اپنا پارٹ ادا کیا ہے وہاں انہوں نے مسلمانوں کو گروہ در گروہ کی انکو یہ سزا دی ہے کہ ان پر کفر کے فتوے لگا کر سبکو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پورا ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ستفترق امتی فرما کر یہ بتا دیا تھا کہ وہ سارے فرقے ہوں گے تو میری امت میں داخل، اور ظاہری دائرہ اسلام کے اندر۔ مگر کلھم فی النار الا واحدۃ فرما کر بتایا تھا کہ سوائے ایک کے باقی سب حقیقی دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے۔

مصلح کی ضرورت

اب سوال یہ ہے کہ جب سبھی کو اس امر کا اقرار پورے شد و مد سے ہے کہ امت اس حالت کو پہنچ گئی۔ ہم اور سبھی اس مرض کا شکار ہو کر نا کارہ ہو چکے

اور جب وہ بیماری کا جامہ اوڑھ چکے ہیں تو کیا ان کے لئے اس وقت کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ کیا بیمار خود اپنا علاج کرسکتا ہے۔ دنیا کا کوئی صحیح الدماغ انسان اس کی تائید نہیں کرسکتا۔ بیمار کبھی بھی اپنا علاج خود نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ وہ دوسروں کا علاج کرے۔ کیا کوئی عقل اس بات کو باور کرسکتی ہے کہ جو خود نابینا ہے وہ اپنی راہنمائی خود کرسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس جب وہ خود راہنمائی کا محتاج ہے تو وہ دوسروں کی راہنمائی کس طرح کرسکتا ہے۔ جو خود دوسروں کی دستگیری کا محتاج ہے۔ اس سے دوسروں کو دستگیری کی توقع رکھنا نادانی ہے۔ خدا تعالے کے رسول نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ان میں سے جو کہ بیقدر معالج بننے کے اہل سمجھے جاسکتے تھے۔ وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اہلیت کو کھو بیٹھیں گے۔ بلکہ ان کی فطرتیں متعدی صورت اختیار کر جائینگی اور وہ گوناں گوں بیماریوں اور فتنوں کا مرکز بن جائیں گے۔ فتنے ان کے اندر سے پیدا ہوں گے اور پھر انہی میں لوٹ جائیں گے۔ اور اس وجہ سے وہ آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہوں گے۔ پس جب ان کا حال اب بدتر ہوچکا ہے۔ اور وہ ان احادیث کے پورے پورے مصداق بن چکے ہیں۔ تو ایسی صورت میں وہ کیا جانیں کہ ذمہ داری کس بلا کا نام ہے اور ان سے اس کی ادائیگی کی توقع کس طرح کی جاسکتی ہے وہ تو بیماریوں کا علاج کرنے کی اہلیت رکھنے کی بجائے ان بیماریوں کی جڑ بن چکے ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ خود معالج بننے کے مدعی بن کر میدان میں آکودے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالے نے ان کو مجرم قرار دیا ہے۔ اور ان کو سزا کا مستحق بتایا ہے۔ اس نے ایسے بیماروں کے ہاتھ میں علاج کیوں رکھنا تھا۔ پس جبکہ وہ علاج کے اہل ہی نہیں تھے اس نے ان کے ہاتھ میں علاج رکھا ہے اور نہ انہیں اس امر کے لئے کوئی اختیار دیا ہے۔ بلکہ ان کی قوت علاج سلب کرکے دنیا کو ان سے دور بھاگنے کے لئے متنبہ کیا ہے اور ان کو عبرتناک سزا دینے کے لئے اپنے رسول کے ذریعہ انہیں بدترین مخلوق ہونے کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ تو عالم اسلام کے اتحاد اور حیات نو اور اسلام کو اہم اور نہایت ہی وسیع اور عالمگیر اشاعت کے کام سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔

علماء کی ناکامی

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے متواتر پورا اندازہ لگا کر دیکھ لیا ہے ان کی تمام تجاویز وعلاج وتدابیر بیکار ہوچکے ہیں۔ انہوں نے جوں جوں علاج کے لئے منصوبے بنائے جدوجہد کی۔ بیماری کا زور گھٹنے کی بجائے بڑھتا ہی چلا گیا۔ ان سب باتوں کا انہیں اعتراف ہے۔ مگر وہ پھر بھی یہ نہیں سوچتے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے کیوں انہیں ہر بارہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر

معالج کون ہو؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ وہ خود بھی مانتے ہیں۔ معالج ہمیشہ آسمان سے آتا ہے خدا تعالے نے خود فرمایا ہے کہ اس کا علاج ہم خود کریں گے۔ اس کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ اس کا علاج خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ سلف صالحین نے اپنے رویا وکشوف والہامات سے خبر دی ہے کہ اس کا معالج زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہوگا۔ مگر آسمانی سے مراد وہ نہیں جو ان کے بیمار دماغ نے سمجھا ہے۔ بلکہ

آسمانی سے مراد

وہ ہے۔ جو خدا کی قدیم سنت سے ظاہر ہے۔ مگر ہمارے مسلمان بھائی جس طرح باوجود ناکامی پر ناکامی دیکھنے کے اپنے خودساختہ علاجوں سے [illegible] کے متعلق آئے دن شور مچاتے رہتے ہیں۔ اور اپنے زبردست پروگراموں، منصوبوں وجدوجہد کے نتائج ناکامیوں سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے اسی طرح اپنے تجویز کردہ آسمانی معالج کی آمد سے مایوس ہونے کے باوجود ابھی تک اس کی انتظار ترک نہیں کررہے۔ انہوں نے قرآن اور حدیث اور اقوال سلف صالحین کو جو اس بارہ میں ہماری راہنمائی کرتے تھے پس پشت ڈال دیا ہے۔ خدا تعالے نے تو انکو فرما دیا تھا کہ اِنَّ علینا للھدیٰ۔ کہ ہدایت کا سامان کرنا ہمیشہ ہمارے ہی ذمہ ہوگا۔ یہ بات انسانوں کے اختیار میں نہیں رکھی گئی انقلاب پیدا کرنے اور روحانیت اور اصلاح کرنے والی روح ہمیشہ اوپر سے آیا کرتی ہے اور فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس کی حفاظت لفظی ومعنوی کے ہم ذمہ دار ہیں۔ یہی خدا تعالے کی ہمیشہ سے سنت ہے۔ خدا تعالے کے رسول نے صاف فرمایا ہے کہ کیف تھلک امۃ انا اولھا وعیسی ابن مریم آخرھا۔ کہ ایک مسیح کی بعثت کے بغیر اس ہلاکت وتباہی کا علاج ناممکن ہے۔ آج تک مختلف ممالک اسلامیہ میں وقتاً فوقتاً مختلف تحریکات جو اس غرض سے چلائی گئیں اور بڑی بڑی ہستیاں اس قسم کے پروگرام لے کر کھڑی ہوتی رہیں۔ انکی ناکامی بھی اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ یہ ان کے بس کا روگ نہیں۔ آخری زمانہ میں یہ کام مسیح موعود کے ذریعہ انجام پانا مقدر تھا۔ نہ کہ کسی دوسرے کے ذریعہ!!

قرآن کریم سے ثبوت

قرآن کریم میں اللہ تعالے نے فرمایا تھا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کہ وہ ایک رسول مبعوث فرمائے گا اور اسکے ذریعہ سے وہ اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کردیگا۔

تمام مفسرین بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں مقدر ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تکمیل شریعت ہوئی اس کے زمانہ میں تکمیل اشاعت ہوگی۔ اور غلبہ اسلام کا ظہور ہوگا مسلمان بھی باوجود آنحضرت صلعم کو آخری نبی ماننے کے آپ کے بعد نبی آنے کے قائل ومنتظر ہیں۔ پس جبکہ ہمارے دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی اعتراف ہے۔ یہ درست ہے کہ جبتک آسمانی ہاتھ کام نہیں کرےگا اس وقت تک ایسا انتظام نہیں ہوسکتا۔ احادیث نے بھی ایک طرف یہ فرمایا ہے کہ امامکم منکم اور دوسری طرف فرمایا ہے کہ الا وھی الجماعۃ کہ بہتر والا فرقہ ہی الجماعۃ کہلانے کا مستحق ہوگا اور وہی حق پر ہوگا۔

الجماعۃ سے مراد مسیح موعود کی جماعت

ظاہر ہے کہ مسجد میں لوگ الگ الگ اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو وہ لوگ "گروہ" تو کہلائیں گے مگر "جماعت" نہیں کہلا سکتے۔ جماعت ان کو صرف اسی وقت کہا جائے گا۔ جب وہ ایک امام کی پوری پوری اقتداء کررہے ہوں گے۔ آنحضرت صلعم نے ان میں اس گروہ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ اس کا ایک واجب الاطاعت آسمانی امام ہوگا جس کی اقتداء کی وجہ سے وہ گروہ جماعت کہلائے گا۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک آسمانی امام کی ضرورت کا ان میں اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ نے یہ علاج رکھا ہے۔ بہرحال خدا تعالے اور محمد رسول اللہ صلعم نے خود اسلام کے غلبہ کو آنے والے مسیح موعود سے وابستہ فرمایا ہے۔

فتح اسلام

پس اصلاح امت وحفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی تکمیل اور اسے قوت کارفرما بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے عین ضرورت حقہ کے وقت بتائی ہوئی خبروں کے مطابق علامات ونشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اس کام کو شروع کردیا۔ اس نے آکر وہ پروگرام مسلمانوں کے سامنے رکھا جسے اپنا کر وہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ اور جو رہا ہے جسے چھوڑ کر مسلمان عبث ادھر ادھر ٹکریں مار رہے ہیں۔ اور اپنا سر پھوڑ رہے ہیں۔ وہ پروگرام آپ نے ۱۸۹۱ء میں اپنی کتاب فتح اسلام میں پیش فرمایا تھا۔ جسے آپ نے اور پھر آپ کی جماعت نے اختیار کرکے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ مگر مسلمانوں نے اسے ٹھکرا کر اپنے آپ کو حیرانی وسرگردانی کا شکار بنالیا ہے۔ وہ لاکھ پروگرام اور منصوبے بنائیں وہ کبھی بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ سابقہ تجربہ بھی اس کا گواہ ہے۔ اسلام کو قوت کارفرما بنانے اور اسے دیگر ادیان پر غالب کرنے کے لئے اسجگہ حضرت مسیح موعود وقت کے امام کا دعویٰ اور اس کا پیش کردہ پروگرام ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں جس کی طرف آپ نے آج سے ستر سال قبل مسلمانوں کو دعوت عمل دیتے ہوئے پیش فرمایا تھا اور جسے انہوں نے لاپرواہی سے ٹھکرا دیا تھا

اسلام — "ایک قوت کارفرما"

آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے اعلان فرمایا تھا جس کا عنوان تھا "فتح اسلام اور خدا تعالے کی تجلی خاص کی بشارت۔ اور اس کی پیروی کی راہیں اور اس کی تائید کے طریق کی طرف دعوت" آپ نے فرمایا "اے مسلمانوں سنو اور غور سے سنو کہ اسلام کی پاک تاثیر دل کے روکنے کے لئے جسقدر پیچیدہ افتراء اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور اس پر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں۔ یہانتک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے۔ اس راہ میں خرچ کئے گئے یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جبتک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالے وہ پرزور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو خلاصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالے نے اس جادو کو باطل کرنے کے لئے اس

زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعے سے وہ موم کا بت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔

سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا؟ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت درجہ کے سحروں کے مقابل پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھلا دے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزار ہا پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔"

اور اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے

میں اس کو بار بار بیان کروں گا۔ اور اس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا۔ کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا۔ جس کی روح ہیرو ڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا۔ اور وہ مثیل مسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا۔ جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔

پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے دنیا کے لوگ جو تاریک خیالی اور پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ

روحانی اسلحہ

کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی۔ اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی۔ اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائیگی۔ اور ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جبتک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔"

(فتح اسلام ص ۱۳-۱۴)

پروگرام

اس کے ساتھ ہی ان شاخوں کے متعلق آپ نے یہ اعلان فرمایا۔ جو گویا اسلام کو قوت کا رفرما بنانے کا ایک پروگرام ہے۔

(۱) "منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا ہے اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے ہیں۔

(۲) دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں

اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

(۳) تیسری شاخ اس کارخانہ کے واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ جس قدر ان میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعہ سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دیئے گئے اور ان کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالے کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں۔ اور بجز خدا تعالے کے کلام کے جو خاص طور پر جگہ قلمبند ہو کر شائع کیا گیا۔ باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں ان کے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی طرح کہ جنکو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ ان کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ ان کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے رفاہ روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر ان کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے ان کے اوہام کو رفع کرتے تھے۔ اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے نے چند ہزار نبی اور رسول بھیجے اور ان کی صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الہٰی مشاہدہ کر کے انکی اقتدار کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالے اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ جسم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے صورت پذیر نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم کی صحبت سے جو انقلاب صحابہ کرام میں آیا اس کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا

"وہ سب آنحضرت صلعم کی قدسی تقریریں تھیں سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے وحشی بت پرستی کرنیوالے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور سروم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا؟"

بیدر اصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا اسی کی بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے۔ اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیاہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیگر خداوند خدائے مجھے بھیجی ہے اور کہا ہے۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد

(۴) چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہونگے جن کا جواب لکھا گیا

(۵) پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالے نے اپنے خاص وحی اور الہام سے قائم کی۔ مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کرتے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں جو طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے اور فرمایا جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا۔ اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالے کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اسی خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ مگر تیرے سچے متبعین اور محبین قیامت کے دن تک رہیں گے۔ اور ہمیشہ منکرین پر انہیں غلبہ رہے گا۔

یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا مگر خدا تعالے کی نظر میں یہ سب ضروری اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استحقاق ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی"

تالیفات کی اشاعت

تالیفات کی اشاعت کے متعلق فرمایا۔

"میں نے اپنی تمام تالیفات میں ابتداء سے التزامی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے کہ جہانتک بس چل سکتا ہے۔ بہت سا حصہ کتابوں کا مفت تقسیم کر دیا جائے تا جلدی سے اور عام طور پر یہ کتابیں جو سچائی کے نور سے بھری ہوئی ہیں دنیا میں پھیل جائیں"

آسمانی روشنی

پھر فرمایا۔

"یہ ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کے وقت ہی روشنی آسمان سے اترے میں اس مضمون میں بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالے نے سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے۔ بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالے کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اسلئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔ نبی کی وفات یا اس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنیوالا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے۔ گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔ تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہو سکتے ہیں اور یہی اندھیارا ہیچ ہیں اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ فرماتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف موم[illegible]

[illegible] اس [illegible] برس [illegible] دیکھا جس نے اس کو رانی وقت کو نہیں پایا بیت تو یہ ایک ساعت اس [illegible] مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکے۔ کیوں بہتر ہے اسلئے کہ لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس [illegible]
[illegible] سب [illegible] آسمان سے اترتے ہیں [illegible] طور پر [illegible] سورہ کا تمام [illegible] ہے [illegible] اٹھ کر [illegible] یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح [illegible]

[illegible]

ابراہیمی طیور

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دورِ اول

یہ اگر لنڈن ہوتا۔ نیویارک ہوتا۔ کلکتہ یا بمبئی ہوتا۔ ٹوکیو یا واشنگٹن ہوتا۔ کوئی اور لاکھوں کی آبادی کا شہر ہوتا۔ جہاں ملیں ہوتیں بڑے بڑے کارخانے ہوتے۔ کالج ہوتے یونیورسٹیاں ہوتیں۔ یا کسی ملک کا دارالسلطنت ہوتا یا کم از کم کسی صوبے کا دارالحکومت ہی ہوتا جہاں بڑی بڑی سرکاری عمارتیں ہوتیں سرمایہ داروں کی کوٹھیاں ہوتیں۔ رؤسا کے محلات ہوتے۔ ریلوے جنکشن ہوتے۔ بڑی بڑی شاہراہیں ہوتیں مزدوروں کی بستیاں ہوتیں عالیشان بازار ہوتے۔ جن میں راہگذروں۔ گاہکوں اور آنے جانے والوں کا کھوے سے کھوا چھلتا۔ ہزاروں دکانیں اور تجارتی کمپنیاں ہوتیں اور کروڑوں کا کاروبار ہوتا۔ یہاں مصر جیسے اہرام ہی ہوتے۔ قطب مینار ہی ہوتا۔ تاج محل ہوتا کوئی اور قابل دید اور دیدہ زیب مقام ہوتا۔ جو بیرونی ممالک کے سیاحوں اور تاجروں کے لئے باعث کشش و آرام ہوتا۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ دنیوی عیش و تنعم کی کشش لوگوں کو یہاں لے آتی۔

لیکن یہاں ان چیزوں میں سے کچھ بھی تو نہ تھا۔ پرانی وضع کے چند پختہ۔ نیم پختہ اور کچے مکانوں پر مشتمل بستی تھی۔ گنتی کی دو چار دکانیں تھیں جہاں نمک۔ مرچ۔ ہلدی اور ریوڑیوں اور گڑ کے علاوہ زندگی کی ضروریات میں سے کوئی چیز دستیاب نہ تھی دو روپے کا آٹا تک بھی تو نہ ملتا تھا۔ پان جیسی چھوٹی سی چیز بھی تو نہ ملتی تھی یہاں۔ ایک کچے مکان میں پرائمری سکول ہی یہاں کی سب سے بڑی درسگاہ تھی۔ ایک چھوٹی سی صندوقچی نما برانچ پوسٹ آفس کی ساری کائنات تھی۔ کوئی انبوہ مردماں نہ تھا کوئی ہنگامہ بپا نہ ہوتا تھا۔ اور کسی قسم کی گہما گہمی نہ تھی۔ ایک سکون تھا مگر بے لطف سا۔ اور ایک سناٹا تھا اکتا دینے والا۔ یہاں کی راتیں تو تھیں ہی ظلماتی۔ لیکن یہاں کے دن بھی راتوں کو شرما دینے والے تھے۔ جس دور افتادہ اور گمنام بستی میں ضروریات زندگی کی کوئی چھوٹی سی شے بھی نہ مل سکتی ہو اس کے بے کیف و کم ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ یہ بستی کیا تھی؟ زندگی کی ایک فرسودہ سی ڈگر پر چلتے ہوئے چند نفوس کا شب بسیرا۔ اور اس بستی سے تو کسی بھی رئیس کی کوٹھی کا رقبہ زیادہ ہو سکتا ہے!

ہاں یہی حدود اربعہ تھا اس کوردہ کا۔ اور یہی لیل و نہار تھے۔ اس ننھی سی بستی کے جو قادیان کے نام سے آج مشہور عالم ہے۔ اور یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں اس زمانہ کا ایک اولوالعزم اور عظیم الشان مصلح پیدا ہوا۔ جس نے اسی چھوٹے سے اور غیر علمی ماحول میں زندگی کی چالیس بہاریں اپنے آبائی مکان کی ایک کوٹھڑی یا چھوٹی سی مسجد کے ایک کونے میں خاموشی اور گہری سوچ و فکر کے ساتھ گذار دیں۔ جو ایک طویل مدت تک گوشہ گمنامی میں پڑا رہا۔ اور ریاضت و سلوک کی منزلیں طے کرتا رہا۔ وہ ایک گہری فکر کے سمندر میں ڈوبا رہا۔ اس نے دیکھا کہ اسلام کا پرنور چہرہ جس کے لمعات روحانی سے تیرہ سو سال قبل ایک عالم جگمگا اٹھا تھا آج گرد و غبار سے اٹا پڑا ہے۔ اس کے سینے میں درد کی ٹیسیں اٹھ اٹھ کر باہر نکلنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگیں مگر اس نے درد کو دبا لیا۔ اور آخر وہ سارا درد مجسم ہو کر مائع صورت اختیار کر گیا۔ اور صفحات قرطاس پر بکھر کر اس نے براہین احمدیہ کی شکل اختیار کر لی۔

براہین احمدیہ کیا تھی؟ ایک صور اسرافیل تھا جس نے مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ ہندوستان کے کونے کونے میں مدتوں سے محو خواب مسلمانوں نے انگڑائیاں لینا شروع کر دیں۔ اور سرگوشیاں ہونے لگیں "تاریخ محمدیہ میں کوئی گوہر رفتہ ملا ہے۔ پنجاب کی کسی مسلمان ماں نے ایک بے مثال فرزند کو جنم دیا ہے"۔ اہل اسلام نے یہ کہہ کر اطمینان کا سانس لیا کہ اب مذاہب عالم کی اسلام کے خلاف متحدہ یورش اسلام کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی۔ اب اسلام کی کشتی کو مخالفت کے سمندر کا موجزن طوفان غرقاب نہیں کر سکے گا۔ ہندوستان کا وسیع ملک جہاں درجنوں مذاہب کی ایک مشترکہ مارکیٹ تھی اور جس میں ایک ہی قابل فروخت جنس تھی۔ اور وہ جنس تھی اسلام کی مخالفت میں زہر میں بجھے ہوئے تیر۔ اب یہ مارکیٹ سرد پڑ گئی۔ اور تیروں کو زنگ لگنا شروع ہو گیا۔

براہین احمدیہ کی اشاعت پر اہل اسلام نے خوشیاں اور عیدیں منائیں۔ ہر طرف سے تبریک اور عقیدت کے ہدیے قادیان آنے لگے۔ کسی نے لکھا گذشتہ تیرہ صدیوں میں اسلام کی اتنی بڑی خدمت کسی نے نہیں کی جتنی کہ مؤلف براہین احمدیہ نے۔ کسی نے التجا کی "تم مسیحا بنو خدا کے لئے" اور وہ مسیحا تو تھا ہی جو کروڑوں نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنانے کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ غرض براہین احمدیہ جو قرآنی حقائق و دلائل پر مشتمل ایک اسلامی انسائیکلو پیڈیا تھی مسلمانوں کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔ مگر اعداء اسلام کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔

اور پھر جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے گوشہ گمنامی سے باہر آ کر یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی وہ موعود ہوں جن کا اقوام عالم مدت سے انتظار کر رہی تھیں تو چاروں طرف سے سعید روحوں کی لبیک لبیک کی آوازیں آنے لگیں۔ کوئی مدراس سے اڑ کر پہنچا تو کوئی کشمیر سے کوئی اڑیسہ سے آیا اور کوئی بنگال سے۔ اور ہندوستان کے ہر گوشہ سے شمع نبوت کے پروانے یوں پہنچے جیسے وہ ابراہیمی طیور تھے جنہیں اس زمانہ کے ابراہیمؑ نے آفاق میں خود بکھیر رکھا تھا اور جونہی اس نے آواز دی وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ اور اپنا سب کچھ اس کے قدموں میں لا ڈالا۔ یہ کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود فرمایا تھا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

ابراہیم کی یہ روحانی نسل دور دراز سے یہ مسافت قطع کر کے اس گمنام بستی کا پتہ پوچھتی ہوئی قادیان پہنچی۔ اور یہیں کی ہو کر رہ گئی۔ کئی ایسے تھے جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی ملازمتیں ترک کر دیں اور قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی اور کئی ایسے تھے جو اپنی جائدادوں کو چھوڑ کر اور دنیوی عیش و آرام کو خیر باد کہہ کر یہاں آ بسے۔ اور اپنی خوشی سے اپنی معاشی تکالیف کو اپنے اوپر وارد کر لیا۔ ایک طرف ابراہیمی طیور کا تو یہ حال تھا کہ ادھر آوازہ ابراہیم بلند ہونے کی دیر تھی گویا پرواز کر کے قادیان پہنچ جاتے تھے۔ اور دوسری طرف مخالف شکاری بھی ایسے تھے جو اپنے تزویر کے جال کندھوں پر ڈالے بٹالہ اور امرتسر کے اسٹیشنوں پر بوٹیاں چھینا کرتے تھے۔ اور برملا قادیان سے زبان حال و قال سے کہتے تھے کہ ہم ہی وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے لاغوینھم اجمعین کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ وہ طرح طرح کے ہر رنگ میں دام بچھاتے مگر طیور ابراہیم کو تو ابراہیم کے پاس ہی پہنچنا تھا۔ اور وہ پہنچ کر رہے!

چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قادیان مرجع خلائق بن گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ چھوٹی سی بستی بارونق شہر بننے لگی۔ شمع احمدیت کے پروانے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ رکھ کر یہاں پہنچے اور مامور ربانی کے ہاتھ پر بک گئے۔ اس بیعت روحانی کے بدلہ میں ان کو وہ ایمان ملا جس نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ملا دیا۔ یہ وہ مستحکم اور غیر متزلزل ایمان تھا جس کے بل پر انہوں نے اپنوں اور بیگانوں سے ماریں کھا کر صبر کیا۔ اور اپنے خون سے کشت احمدیت کی آبیاری کرتے رہے۔ اور آخر وہ فتح نصیب جرنیل ابراہیم زمانہ اپنے پیچھے لاکھوں خدام چھوڑ کر مالک حقیقی کے پاس پہنچا جو دنیا بھر کی ساری آبادی پر اپنے یقین محکم اور دلائل و براہین کے رو سے بھاری تھے۔

ابھی چند روز ہوئے ہمارے ایک درویش بھائی اور بزرگ بابا بھاگ صاحب قادیانی فوت ہوئے تو ان کی تدفین کے لئے ہم بہشتی مقبرہ میں گئے۔ قبر تیار ہو رہی تھی اور ہم انتظار میں بیٹھ گئے۔ میں اپنے ایک عزیز درویش بھائی کے پاس بیٹھا تھا اور میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار مبارک تھا۔ مزار کے مشرق و مغرب اور جنوب کی طرف مرحومین کی قبروں کی قطاریں تھیں جن کے کتبے اس ترتیب کے ساتھ استادہ تھے کہ مجھے چشم تصور سے یوں معلوم ہوا جیسے مزار مبارک ایک اسٹیج ہے اور اس پر حضرت اقدس علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے سامنے اور دائیں اور بائیں خدام دو زانو بیٹھے ہیں۔ معاً میرے دل میں خیال آیا کہ یہی وہ ابراہیمی طیور ہیں جنہیں ابراہیمؑ نے اپنی محبت اور شفقت سے سدھا کر دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا دیا تھا۔ اور پھر جونہی اس نے انہیں آواز دی تو اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے ہوئے وہ فوراً آپ کے پاس پہنچ گئے۔ اور میں نے یقین کیا کہ یأتینک سعیا کی اگر کوئی حقیقی تصویر ہے تو وہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ جس میں بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ مدراس۔ یوپی۔ کیرالہ۔ آندھرا۔ پنجاب اور کشمیر اور پھر دنیا کے دوسرے ممالک سے اڑ کر آئے ہوئے ابراہیمی طیور دست بستہ اپنے آقا کے حضور میں حاضر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابراہیم اول نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتے ہوئے طریق پر حصول ایقان

ز طلبیان کے سے چار پرندے پکڑ کر پہاڑوں پر بٹھا کر انہیں آواز دی جاتی یا نہیں۔ لیکن جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ سب کچھ تو ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ہزاروں ہزار میل دور سے جماعت کے مخلصین نے اپنے عزیزوں اور جگر گوشوں کی نعشوں کو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے یہاں پہنچایا ہے۔ ان مرنے والوں کا حوصلہ دیکھئے جنہوں نے عام دنیوی طریق اور روایات کے علی الرغم اپنی زندگیوں میں ہی یہ وصیتیں کر دیں کہ ان کی نعشیں انکے اپنے وطنوں اور باپ دادوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کی جائیں بلکہ انہیں وہاں پہنچایا جائے۔ جہاں سے انہیں آواز آئی تھی کہ ؎

میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور پھر ان مرنے والوں کے وارثوں کا دل دیکھئے کہ انہوں نے خود اپنے عزیزوں کی نعشوں کو یہاں پہنچایا۔ جب کہ دنیا کا عام طریق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گاؤں سے دور سفر پر فوت ہو جائیں۔ تو اسے اپنے وطن اور گاؤں کے قبرستان میں لایا جاتا ہے۔ لیکن بہشتی مقبرہ کے مدفونین نے تو ثابت کر دیا کہ جب تک وہ زندہ تھے وہ ابراہیمی طیور تھے۔ اور جب وہ فوت ہو گئے تب بھی وہ ابراہیمی طیور ہی رہے۔ اور اپنے آقا کے قدموں میں پہنچ گئے۔ اور چشم بینا سے دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب صف بستہ کھڑے اپنے آقا کے اشارے کے منتظر ہیں کہ کب حکم ملے تو پھر وہ پہاڑوں پر جا بیٹھیں۔

یہ تسلیم کر لیا کہ بڑے بڑے قبرستان اور بڑے بڑے مقبرے موجود ہیں۔ لیکن ایسے قبرستان جہاں محض عقیدت کی بناء پر لوگ دفن ہوتے ہوں دنیا میں صرف مکہ اور مدینہ اور قادیان میں ہی ہیں۔ اس وقت چونکہ زیر نظر بہشتی مقبرہ قادیان ہے اس لئے میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ بہشتی مقبرہ ایک ایسا زندہ ثبوت ہے ابراہیم ثانی کی کامیابی کا اور ابراہیمی طیور کی عقیدت کا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

ابراہیمی طیور نہ صرف اپنی زندگیوں میں بار بار قادیان آتے رہے بلکہ ان کی نعشوں نے بھی اپنے آقا کے قدموں سے دوری گوارا نہ کیا۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ کی قبولیت کا کتنا شاندار نظارہ ہے

دورِ دوم

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بہت سے پرندے کسی جگہ اکٹھے بیٹھے ہوں اور کوئی شکاری اگر بندوق کا فائر کر دے تو وہ بجرم اڑ کر منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ایک دو دو چار چار کی ٹولیوں میں تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ کوئی ٹولی ایک درخت پر جا بیٹھتی ہے اور کوئی دوسرے پر۔ اور اگر فائرنگ مسلسل ہوتی رہے تو وہ پرندے اس مستقل مقام کو ہمیشہ کے لئے ہی چھوڑ جاتے ہیں

یہ ایک اٹل تقدیر تھی اور الٰہی نوشتہ۔ کہ قادیان کی بستی میں بارہ ہزار کے قریب ابراہیمی طیور جمع تھے۔ کہ کچھ شکاری چاروں طرف سے آ گئے اور انہوں نے اپنی بندوقوں کے رُخ ان طیور کی طرف کر کے مسلسل فائرنگ شروع کر دیئے۔ ان فائروں کا اثر یہ تھا کہ وہ تمام پرندے مختلف ٹولیوں میں اڑ کر فضاؤں میں بکھر گئے۔ وہ بڑی دیر تک قادیان کی فضاؤں میں منڈلاتے رہے۔ مگر انہوں نے دیکھا کہ شکاری بدستور بندوقیں سنبھالے کھڑے ہیں۔ چنانچہ مجبوراً وہ اپنے پرانے آشیانوں کو ترک کر کے نئے آشیانوں کی تلاش میں منتشر ہو گئے۔ سوائے ایک ٹولی کے کہ وہ ۳۱۳ کی تعداد میں منارۃ المسیح کی آڑ لے کر بیٹھ گئی۔ اور خدا کی حفاظت میں آ گئی۔

دوسری ٹولیاں لمبی پرواز کر کے ایک اور ہی ملک میں جا نکلیں اور جہاں کہیں جگہ ملی گھونسلے بنا لئے۔ لیکن انکے منتشر آشیانے ہر وقت مخالفت کی بجلیاں کی زد میں رہتے تھے۔ اس لئے کہ اس ملک میں بھی کچھ پرانے شکاری موجود تھے جو ہر وقت موقعہ کی تاک میں رہتے تھے اور اندر ہی اندر منصوبے بناتے رہتے تھے۔ کہ ملک بھر کے شکاری اجتماعی اور ناقابل دفاع قوت کے ساتھ چاروں طرف سے ان پرندوں پر حملہ کریں۔ اور وہ حملہ ایسا ہو کہ ایک بھی پرندہ بچ کر نہ نکلنے پائے۔

ادھر ابراہیم ثانی کا موعود ثانی اور جسمانی فرزند جسے اللہ تعالےٰ نے خاص ذہانت ارادی اور اولوالعزمی بخشی ہے۔ اور جو سر تا پا اپنے عظیم الشان باپ کے رنگ میں رنگین ہے اور جس کے سپرد اسیروں کی رستگاری کا صرف کام ہی نہیں کیا گیا بلکہ آسمانی آقا نے جسے یقین دلایا ہوا ہے۔ وہ اس کام میں اسے کامیاب فرمائے گا جیسے کہ اسی نے خود فرمایا ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

ابراہیم ثانی کے اس اولوالعزم فرزند نے جب دیکھا کہ ابراہیمی طیور سخت منتشر حالت میں اور ہر وقت بے رحم شکاریوں کی زد میں ہے۔ تو وہ بھی اپنے جلیل القدر اور عالی دماغ باپ کی طرح گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اور جب اس نے سر اٹھایا۔ تو اس کا رحیم و کریم آسمانی آقا ایک مکمل سکیم اُسے بتا چکا تھا۔

چنانچہ اس نے دریائے چناب کے کنارے دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے ابراہیمی طیور! میں نے تمہارے لئے ایک آشیانہ تلاش کر لیا ہے۔ ایک محفوظ و مصؤن آشیانہ ۔۔۔!!

اور پھر ایک بار ابراہیمی طیور نے پرواز کی اور دنیا نے یا لیتک شعبا کا ایمان افروز نظارہ دیکھ لیا۔ اور ان طیور نے ایک بے آب و گیاہ اور بنجر زمین میں چھوٹے چھوٹے گھونسلے بنا لئے۔ اور آج ہم اسی سرزمین کو بڑے فخر اور سر بلندی کے ساتھ ربوہ کے نام سے پکار رہے ہیں۔ یہی وہ سرزمین ہے جس کے متعلق ماہرین ارضیات کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ تھا کہ اس میں گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں اُگ سکتا۔ اور ان کے تجربہ کا نتیجہ تھا کہ اس سرزمین کے نیچے میٹھا پانی ہی نا پید ہے۔ مگر وہ خدا جو ابراہیم اول کو ابراہیم ثانی کو اور ابراہیم ثانی کے اولوالعزم فرزند کو پیدا کر سکتا ہے۔ وہ میٹھا پانی بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس نے کیا ہے۔ چنانچہ آج وہی بنجر زمین سرسبز و شاداب ہے۔ اور یہ چھوٹا سا شہر دنیا کو دعوت دے رہا ہے۔ کہ اجتماعیت کا نظارہ دیکھنا ہے تو یہاں آؤ۔ اور اس شہر کے بسنے والے اجڑ اجڑ کر بسے ہوئے ساکنین انتشار اور تخریب پسندوں سے کہہ رہے ہیں کہ ؎

یہ مسلک اپنا اپنا ہے یہ فطرت اپنی اپنی ہے
جلاؤ آشیاں تم ہم کریں گے آشیاں پیدا

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے اجتماعی دعا

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے مجوزہ لائحہ عمل کے مطابق ۱۲ر۱۳ر رمضان المبارک کی درمیانی [illegible] شب کو اجتماعی دعاؤں کا پروگرام تھا۔ نماز عشاء، تراویح، تہجد و فجر احمدیہ جوبلی ہال میں باجماعت ادا کی گئیں جس میں اسلام اور احمدیت کی ترقی و سربلندی اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دلسوز دعائیں کی گئیں۔ خدا تعالےٰ انہیں قبول فرمائے۔ اس اجتماع میں خدام کے ساتھ انصار و اطفال بھی شامل کر کے اللہ تعالےٰ کے فضل سے (۵۰) کے قریب تعداد تھی اس کے علاوہ روزہ داروں کی سہولت کے لئے مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب رکن خدام الاحمدیہ کی جانب سے سحر کا بھی معقول انتظام کیا گیا تھا۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار محمد صادق (معتمد) قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن

درخواستہائے دعا

مکرم و محترم جناب بابو عاشق صاحب سید و راثت علی صاحب جو اڑیسہ کی جماعتوں میں سب سے زیادہ عمر کے بزرگ ہیں۔ مکرم ماموں سید محمد موسیٰ صاحب امیر جماعت احمدیہ اڑیسہ مولوی سید ابو المحسن صاحب جو بفضل اللہ نے صاحب بیمار بزرگ ہیں مکرم خان بہادر مستطاب صاحب و مولوی عبد الحمید صاحب بلکہ ذہنی تکلیف ہے ان سبھوں کی صحت و درازیٔ عمر کیلئے۔ (۲) مکرم برادران مولوی غلام الدین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ و مولوی شمس الرحمان صاحب انسپکٹر پولیس جو کئی مشکلات میں گھرے ہیں انکی مشکلات کی آسانی کیواسطے اور (۳) مندرجہ ذیل نوجوانان جماعت جو مختلف امتحانات میں شامل ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں کی کامیابی کیواسطے (۱) میاں محمد ظفر صاحب ایم ایل بی اے، و مکرم عبد الحمید صاحب کے صاحبزادہ صاحب ایف اے کا امتحان دے رہے ہیں (۲) مکرم سید عبد القدیر صاحب کی صاحبزادی [illegible] اور مکرم شمس الرحمان کی صاحبزادی دونوں میٹرک میں شامل ہو رہی ہیں (۳) میرا تیسرا لڑکا فضل صادق امسال میٹرک میں شامل ہو رہا ہے (۴) میرا تیسرا لڑکا میاں فضل جلیل گذشتہ جنوری Competition امتحان میں ملازمت کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں اسکے علاوہ competition امتحانوں میں شرکت کی خاطر تیاری کر رہے ہیں بزرگان سلسلہ صحابہؓ اور درویشوں کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و رحمت سے سب کو کامیابی عطا فرمائے۔ احقر فضل الرحمٰن [illegible]

۲۔ مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کراچی بذریعہ ہوائی جہاز امسال حج بیت اللہ کیلئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں سفر کے بابرکت ہونے اور حج کی نعمتوں سے متمتع ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار فضل الٰہی خان درویش قادیان

محترمہ بھابی زینت صاحبہ کی وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(ربوہ) نہایت رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ محترمہ بھابی زینب صاحبہ اہلیہ پیر تیم صاحب مرحوم مورخہ ۱۳ رمارچ [illegible] مطابق ۱۴ر رمضان المبارک بوقت ۴ بجے صبح قریباً ۷۶ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ۱۹۰۶ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی تھیں۔ بہت نیک متقی اور بزرگ خاتون تھیں۔ اسی روز نماز ظہر کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

قتلِ حسین و کردارِ یزید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

الحسین ان زمانہ میں جن مسائل نے فتنہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ان میں ایک مسئلہ "قتل حسین و کردار یزید" کا بھی ہے۔ چند سال پہلے مصر سے "الحسین" نامی ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس میں واقعاتِ کربلا "شیعانِ علی" کے نقطۂ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے اور وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو "جماعت توابین" اور "مختار ثقفی" کے عہد سے ہی جاری ہیں۔ یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مظلوم تھے اور یزید ظالم تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک قدیم مدرسۂ فکر کی دعوت ہے۔ شیعہ اثنا عشری۔ زیدی۔ مستقل کے علاوہ عام اہل سنت والجماعت بھی اسی خیال کے قائل ہیں۔ سوادِ اعظم یا جمہور امت کے اس خیال کو آج تک "خوارج و نواصب" کے سوا کسی نے چیلنج نہیں کیا وہ اکابر امت جنہوں نے یزید پر لعنت بھیجنے سے منع کیا ہے۔ وہ بھی یزید سے کچھ عقیدت مند نہیں تھے۔ بلکہ ان کے سامنے قومی اخلاق کا سوال تھا۔ لعنت و ملامت پاک طینت اور بلند ہمت قوم کی عادت کے خلاف ہے۔ لہذا اس کو اپنا شعار بنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس کے مقابل بعض خواص امت ایسے بھی ہیں۔ جو "تفضیلی" ہیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفاء ثلٰثہ سے افضل مانتے ہیں۔ خصوصاً صوفیائے کرام کا روحانی سلسلہ حضرت علی و اہل بیت رضی اللہ عنہم پر ہی ختم ہوتا ہے۔

کتاب "خلافت معاویہ و یزید" غرض الحسین نامی کتاب میں عموماً جمہور امت کا موقف اختیار کیا گیا ہے۔ مگر زمانۂ فتن کی کارگزاری دیکھئے کہ اس عہد میں یہ کتاب "فتنۂ خوارج و نواصب" کا ذریعہ بن گئی .... سب سے پہلے جناب محمود احمد صاحب عباسی نے اس موقف سے اختلاف کیا۔ اور جنوری ۱۹۵۷ء میں رسالہ "اردو" کے ذریعہ جمہور امت کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ایک ماہنامہ "تذکرہ کراچی" میں "الحسین پر تبصرہ" کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور دو سال تک جاری رہا۔ یہ تبصرہ کچھ ایسے تاریخی انداز میں کیا گیا کہ بہت سے اہل علم آفرین کہہ اٹھے۔ مولینا عبدالماجد صاحب دریابادی نے بھی دادِ تحقیق دی۔ اور اس مضمون کو جامع و بصیرت افروز بتایا۔ اس تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ یزید متقی و پرہیزگار اور خلیفۂ برحق تھا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی و مجرم اور واجب القتل تھے جابجا موقف کی تائید میں جابجا ابن خلدون ابن تیمیہ امام غزالی وغیرہ اور ایک غیر مسلم مورخ "ڈوزی" کو پیش کیا گیا ہے مؤلف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانِ ہند و پاک کی طرف سے ان کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ حتی کہ انہیں یہ مضمون کتابی صورت میں شائع کرنے کی ضرورت پڑی۔ اس کا نام رکھا گیا "خلافت معاویہ و یزید" اس کتاب سے واقعی تعلیم یافتہ طبقہ نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ کسی نے موافقت کی اور کسی نے مخالفت۔ جماعت اسلامی نے اس کتاب کی پرزور تائید کی۔ ابتداء میں ارباب دیوبند و جمعیۃ العلماء ہند بھی اس کے مؤید ظاہر کئے گئے مگر مکرم ناظم دارالعلوم دیوبند نے بہت جلد اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ بمبئی میں اس کتاب کے خلاف زبردست احتجاجی جلسے کئے گئے۔ مگر مسلمانوں کے ایک طبقہ پر اس کتاب کا اثر ہو کر رہا۔ اس کی صدائے بازگشت دیکھئے کہ چند ہی دنوں کے بعد "اقبال احمد عمری" نے یزید کی مدح و ثنا میں ایک قصیدہ لکھا۔ اس میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ اور یزید کو "الخلیفۃ الناس علیہ السلام" لکھا گیا۔ اس قصیدہ اور کتاب مذکور میں یزید کے ساتھ ان لوگوں کی بھی خوب خوب مدح سرائی کی گئی ہے جو براہ راست حادثۂ کربلا کے ذمہ دار قرار دیئے جاتے ہیں۔ یعنی عبید اللہ بن زیاد۔ عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن وغیرہ۔

ابن تیمیہ و ابن خلدون "کتاب خلافت معاویہ و یزید" کا موقف کچھ بھی ہو۔ مگر قابل غور ضرور ہے۔ اس کا موقف۔ حوالے اور طرز تحقیق سب قابل غور ہیں۔ سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ اس میں علامہ ابن تیمیہ و ابن خلدون وغیرہ کی طرف جو خیالات منسوب کئے گئے ہیں۔ کیا وہ صحیح ہیں؟ اگرچہ ابن تیمیہ اور ابن خلدون ارکانِ اسلام کے نام نہیں۔ مگر مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ طبقہ ان دونوں اکابر کی ذات سے بہت متاثر ہے جب ملک کے سنجیدہ طبقہ نے اس مسئلہ پر غور کیا۔ اور اپنے نتائجِ تحقیق سے عوام کو مطلع کرنا شروع کیا تو جناب محمود احمد عباسی کی تحقیقات کے بادل چھٹنے لگے۔ "ڈی خوئے" تو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک غیر مسلم ڈچ مورخ ہے۔ ایسے مسائل میں اس کی تحقیق ہمارے لئے قابل سند نہیں۔ رہ گئے ابن خلدون و ابن تیمیہ تو صحیح یہ ہے کہ محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی تحقیقات کی پوری عمارت انہیں دونوں کے سہارے کھڑی کی ہے مگر جب ہم ان کی کتابیں دیکھتے ہیں تو وہ محمود احمد عباسی کے ساتھ نظر نہیں آتے۔

ہندوستان کے بہت سے علمی رسائل میں ابھی تک یہی مسئلہ موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ اور اب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ جناب محمود احمد عباسی سے حوالے دینے میں زبردست لغزش ہوئی ہے۔ انہوں نے یا تو اصل کتابیں نہیں دیکھیں یا دیکھیں تو بالاستیعاب ان کا مطالعہ نہیں

ابن تیمیہ کا مسلک سب سے زیادہ غور طلب ابن تیمیہ کا مسلک ہے۔ ابھی ان کے مسلک کی تنقیح جناب مولانا محمد اویس صاحب ندوی کی طرف سے ہوئی ہے۔ مؤلف "خلافت معاویہ" نے ابن تیمیہ کی جس تصنیف "منہاج السنۃ" سے جابجا استدلال کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ انکشاف کیا کہ انہوں نے اس کتاب کے صرف انہیں مقامات کے حوالے دیئے ہیں جہاں شیخ نے شیعوں کو الزامی جواب دیا ہے۔ جہاں شیخ کا اصل عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے یعنی یہ کہ

"بے شبہ سیدنا حسین مظلوم شہید ہوئے اور جس نے قتل حسین کا ارتکاب کیا یا قتل حسین میں امداد کی یا قتل سے راضی ہوا وہ خدا اور اس کے رسول کا گنہگار رہے؟"

(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۴۷
بحوالہ صدق جدید ۲۵ جنوری ۱۹۶۰ء)

العقیدۃ الواسطیہ واضح ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے "منہاج السنۃ" ایک شیعی تصنیف "منہاج الکرامہ" کے جواب میں لکھی ہے اور اس میں جابجا الزامی جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ الزامی جواب کا مقصد صرف مد مقابل کو ملزم کرنا ہوتا ہے اس کا مجیب کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مجھے ابھی تک شیخ کی "منہاج السنۃ" نہیں ملی البتہ ان کے مختلف تذکروں میں اس کتاب کا خلاصہ نظر سے گزرا ہے اس میں شیخ کے ان الزامی جوابوں کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے واقعی عجیب ہے۔ اس حصہ میں انہوں نے ردِ شیعیت میں شیعی روایات ہی سے کام لیا ہے۔ لیکن میرے پاس شیخ کی ایک دوسری تصنیف ہے۔ یعنی "العقیدۃ الواسطیہ" معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف "خلافت معاویہ و یزید" کی نظروں سے یہ کتاب بھی نہیں گزری ورنہ وہ دیکھتے کہ شیخ نے اس میں بھی اہل سنت والجماعت ہی کے موقف کی تائید کی ہے۔

"کتاب خلافت معاویہ و یزید" میں حضرت امام حسین کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں بخشا گیا ہے۔ اور انہیں بھی طرح طرح متہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ "العقیدۃ الواسطیہ" میں اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ولکن الحق یفصل فیھا مسئلۃ الخلافۃ وذالک انھم یؤمنون ان الخلیفۃ بعد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ومن طعن فی خلافۃ احد من ھولاء فھو اضل من حمار اھلہ ویحبون اھل بیت رسول اللّٰہ ویتولونھم

لیکن وہ مسئلہ جس کا مخالف گمراہ قرار دیا جاتا ہے وہ مسئلہ خلافت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابوبکر کو ملی پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو پھر حضرت علی کو۔ ان چاروں میں سے کسی کی خلافت پر طعن کرتا ہے وہ گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے اور اہل سنت والجماعت رسول اللہ صلعم کے اہل بیت سے بھی محبت کرتے

ہیں اور ان سے دوستی رکھتے ہیں

• العقیدۃ الواسطیہ کی یہ پوری فصل قابل مطالعہ ہے اس میں شیخ نے صحابہ کرام کے مناقب و بشارات کے حوالے بھی دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ اہل سنت ان امور کے باوجود آخر صحابہ کرام سے کیوں محبت رکھتے ہیں؟ شیخ الاسلام کا یہ موقف ایسا ظاہر و باہر ہے کہ جناب محمود احمد صاحب عباسی کے غلط انتساب کی کوئی توجیہ ممکن نہیں۔

ابن خلدون دوسری عظیم شخصیت جس کو مؤلف مذکور نے اپنا ہم خیال بتایا ہے۔ اور مورخوں میں حفظ و قرار دیا ہے۔ وہ علامہ ابن خلدون ہیں۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے ایسی رندانہ جرأت کیوں کی یہ اسباب بھی ماتم کر رہے ہیں کہ تاریخ ابن خلدون سے وہ تین ورق غائب ہو گئے جن میں واقعات کربلا تھے۔ مگر انہوں نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون" نہیں دیکھا جو ان کی تحقیقات کا حاصل اور ماحصل ہے اور جس مقدمہ کے باعث علامہ ابن خلدون مورخین عصر حاضر کے بھی امام مانے جاتے ہیں۔ اس مقدمہ میں انہوں نے ان مسائل پر مفصل بحث کی ہے۔ مقدمہ کے تیسرے باب کی تیسویں فصل دیکھئے جس میں ولایت عہد" کا بیان ہے۔ اور جس میں "ولی عہدی" سے متعلق رسول صلے اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا موقف بیان کیا گیا ہے انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "ولی عہدی" اسلام میں جائز ہے جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو اپنا ولی عہد بنایا۔ لہٰذا یزید کی محض "ولی عہدی" کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ البتہ سوال یہ ہے کہ آپ نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو اپنا ولی عہد کیوں بنایا؟ اس سوال کا انہوں نے خود یہ جواب دیا ہے کہ حضرت معاویہ کی زندگی میں وہ اتنا بڑا فاسق و فاجر نہیں تھا جتنا تخت امارت پر بیٹھنے کے بعد ہوا۔ معاویہ کی زندگی میں یزید کی ایک ہی کمزوری ظاہر ہوئی تھی یعنی وہ گانے کا بہت شوقین تھا۔ اور حضرت معاویہ ہمیشہ اسکو منع کرتے رہتے تھے۔ پھر "غناء" ایسا فن ہے جس کے فسق ہونے میں خود صحابہ کرام مختلف الخیال تھے۔ اسلئے اس کی یہ کمزوری ولیعہدی کے منافی نہیں سمجھی گئی لیکن بعد میں یزید سے جو فسق و فجور کا نتیجہ ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ عدالت جو خلافت کی پہلی شرط ہے۔ وہ اسی سے محروم تھا۔ پھر وہ خلیفہ عادل و برحق کیسے ہو سکتا ہے

(خلاصہ مقدمہ ابن خلدون تیسویں فصل)

قاضی ابوبکر مؤلف خلافت معاویہ و یزید نے اپنی تائید میں قاضی ابوبکر بن عربی مالکی کی کتاب "العواصم من القواصم" کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ حسین اپنے نانا کی شریعت کے مطابق قتل کئے گئے"۔ علامہ ابن خلدون نے اسی جگہ قاضی صاحب کا ذکر بھی کیا ہے اور ان کے اس خیال سے سخت بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ یزید میں شرط عدالت کب تھی۔ لہٰذا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عدالت و امامت کی رو سے یزید کی مخالفت کرنے میں حق بجانب تھے۔ بلکہ آپ سے زیادہ اور کوئی اس اقدام کا حقدار ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ ہے علامہ ابن خلدون کا فیصلہ قتل حسین و کردار یزید" کے متعلق۔ مگر معلوم نہیں کہ کس مجبوری کے باعث مؤلف کتاب مذکور نے ان کے اس موقف کو نظر انداز کر کے ان کی طرف غلط بات منسوب کی ہے

کتاب اموی دور خلافت جناب محمود احمد صاحب عباسی نے جس بلند و بد سے یزید کی وکالت کی۔ اسے خلیفہ برحق قرار دیا۔ اور ان تمام اکابر امت کو باغی قرار دیا جنہوں نے یزید کی خلافت سے انکار کیا ہے۔ اس کا ردِ عمل اس صورت میں ظاہر ہوا کہ اس کتاب کے جواب میں بھی اسی غلو سے کام لیا گیا۔ اس کا ایک جواب تو پاکستان میں شائع ہوا۔ یعنی "تاریخ اسلام کا تاریک دور" دوسرا ہندوستان میں۔ اس کا نام ہے "اموی دور خلافت"۔ اگرچہ ہم کتاب خلافت معاویہ و یزید" کے موقف سے بھی بیزار ہیں۔ مگر "اموی دور خلافت" کا پڑھنا تو بڑا ہی صبر آزما ہے۔ شیعیت کی عوامی خصوصیت اس میں پوری طرح جلوہ گر ہے۔ صحابہ کرام اور خواص امت کے خلاف ایک نہایت دل آزار تحریر منظر عام پر آگئی۔ ہم اس کے حوالے دیکر اپنا مضمون گندہ نہیں کرنا چاہتے۔

کردار بنی اُمیہ مذکورہ دونوں کتب میں "شخصیات" کے علاوہ ایک اور غلط روش اختیار کی گئی ہے۔ یعنی فرد کے ساتھ خاندان اور قبیلہ بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ فرد کی نیکی یا برائی پورے خاندان کی یا قبیلہ کی نیکی یا برائی قرار دی گئی ہے جس طرح محمود احمد صاحب عباسی نے پورے دور بنو امیہ کو اسلام کا درخشاں زمانہ کہا ہے۔ اسی طرح مؤلف "اموی دور خلافت" نے پورے دور بنو امیہ کو تاریکی اور وحشت کا دور قرار دیا ہے۔ یہ دراصل نتیجہ ہے راہ اعتدال سے گریز کرنے کا۔ جناب محمود احمد عباسی کا یہ الزام بھی عجیب ہے کہ علماء اُمت نے عباسی پاسبان پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بنی اُمیہ کے ساتھ ناانصافی کی جالانکہ وہ جانتے ہیں کہ جمہور امت کا یہ مسلک نہیں۔۔

۴ افراد امت کے باوجود "بار خلافت" اٹھانے سے اظہار معذرت کیا۔ پھر اسی قبیلہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز" بھی ہوئے ہیں جن کا اہل سنت والجماعت خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موقف تحریک شیعیت تو ایک زندہ تحریک ہے۔ مگر تحریک خوارج و ناصبیت" جو مرگئی تھی جناب محمود احمد صاحب عباسی کی کوششوں سے پھر زندہ ہو گئی۔ ان سے پہلے "مرزا حیرت دہلوی" نے بھی اس قسم کی ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے بھی گفتگو میں یہی طریق اختیار کیا تھا آپ کو جب اس کی خبر ہوئی تو ایک اشتہار کے ذریعہ قتل حسین و کردار یزید کے متعلق اپنا موقف بیان کیا۔ میں اس جگہ وہ اشتہار نقل کرتا ہوں تا اس مسئلہ میں جماعت احمدیہ کا موقف معلوم ہو سکے۔

"اشتہار تبلیغ حق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ بوجہ اس کے کہ انہوں نے خلیفہ وقت یزید کی بیعت نہیں کی تھی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔۔

. . . .

بہر حال میں اس اشتہار کے ذریعہ اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع اور دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے اللہ تعالےٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں نصیب تھیں؟ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔

اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر و استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی جاتی؟

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا ... (رہائی تتمہ)

جماعت احمدیہ سونگھڑہ میں جماعت کے زیر اہتمام

سیرت پیشوایان مذاہب کا کامیاب جلسہ

مورخہ ۷ فروری سنہ ۶۰ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر زیر صدارت جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید بشیر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے جلسہ کی غرض و غایت بتلاتے ہوئے کہا کہ ہر سال اور ہر جگہ جماعت احمدیہ اس قسم کا جلسہ منعقد کر کے دنیا میں امن اور شانتی کو قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی سیرت و سوانح ایک سٹیج پر پیش کر کے یہ بتلایا جاتا ہے کہ کوئی مذہب بھی فساد۔ دشمنی اور عداوت کی تعلیم نہیں دیتا!

افتتاحی تقریر کے بعد ایک معزز ہندو دوست بابو پدم چرن نائک نے حضرت کرشنؑ کی زندگی اور آپ کی تعلیم پر تقریر کی جس میں اُنہوں نے بتلایا کہ شری کرشن جی مہاراج کی تعلیم یہی تھی۔ کہ سچائی کو اپنایا جائے۔ اور ہر دوسرے مذہب کی عزت کی جائے نیز کسی کو بھی حقارت اور ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ اور بابرکت تعلیم پر خاکسار نے تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بتایا کہ کفار مکہ نے آپ سے اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے جو سلوک کیا وہ انتہائی ظالمانہ تھا تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو مکہ میں ستایا گیا۔ گھر سے بے گھر کیا گیا۔ وطن سے بے وطن کیا گیا گند آپ پر ڈالے گئے۔ پتھر پھینکے گئے قید کر کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کی سازش کی گئی۔ مسلمان عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر اور ٹانگوں کو چیر چیر کر انتہائی بے دردی سے مار گیا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر صحابہ کرام کو لٹایا گیا۔ رسی باندھ کر عرب کی تپتی ہوئی ریت اور کھردرے پتھروں پر سے گھسیٹا گیا۔ غرضیکہ کفار مکہ نے ظلم وستم کے پہاڑ آپ پر ڈھائے۔ مگر جب آپ فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے تو کفار مکہ کانپتے ہوئے آپ کے سامنے آئے انہیں خوف تھا کہ آج ہمارے ظلم وتعدی کا بدلہ ضرور لیا جاوے گا۔ آپ نے بڑی فراخدلی کے ساتھ انہیں یہ کہہ کر معاف فرمادیا کہ" لا تثریب علیکم الیوم" یعنی جاؤ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی سید غلام ہادی صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں حضرت کرشنؑ کے بارہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بچپن میں ماکھن چور ہونے اور گئو پالن کی صفات کی ایسی لطیف تشریح کی۔ جس کے پیش نظر آپ پر ناواجب اعتراضات خود بخود دور ہو جائیں۔ اسی طرح آپ کے بانسری بجانے کی تشریح میں بتایا۔ کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی تعلیم دلفریب اور دلکش تھی کہ لوگ خود بخود آپ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے۔

بعدازاں ایک معزز کانگریس لیڈر بابو چندر سیکھر مصرو نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اصلیت کے اعتبار سے کسی نبی کی تعلیم بھی قابل اعتراض نہیں۔ جوں جوں نبی کا زمانہ دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو اُن کی تعلیم کو بدلا جانے لگتا ہے نبیوں کے کلام میں استعارے پائے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں لوگ اپنی ناسمجھی سے اس کو ایسا بگاڑ کر پیش کرتے ہیں کہ ایک سیدھی سادھی بات بھی اعتراض بن جاتی ہے مثال کے طور پر مورتی پوجا ہے۔ حالانکہ کسی نبی نے مورتی پوجا کی تعلیم نہیں دی۔ مگر لوگ اپنی ناسمجھی اور کوتاہ فہمی کی بنا پر پتھر کے بُت وغیرہ کو پوجنے لگ گئے ہیں۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم ایک خدا کو پوجیں اور اسی سے مدد چاہیں تا ہماری روحانیت بڑھے اور آپس میں اتفاق و اتحاد قائم ہو۔ نیز آپ نے اس قسم کے جلسوں کے انعقاد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

آخر میں صدر محترم جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریر فرمائی جو بڑی دلچسپی سے سُنی گئی۔ آپ نے ایک جامع خطاب میں فرمایا۔ کہ اسلام نے ایسی تعلیم دی ہے جس کے ذریعہ ہر طرح سے فتنہ و فساد کی بیخ کنی ہو کر ساری دنیا میں پائیدار امن قائم ہو جاتا ہے۔ "ولکل قوم ھاد" "وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" وغیرہا وغیرہ آیات کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں نبی گذرے ہیں اور اسی پاک تعلیم کے ماتحت ہم حضرت رامچندرؑ۔ حضرت بدھؑ۔ حضرت کرشنؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سبھی کو اللہ تعالےٰ کے سچے اور پاک نبی یقین کرتے ہیں۔ یہ ہمارے قرآن کی تعلیم ہے۔ جس کو حضرت محمد مصطفےٰؐ لے کر دنیا میں آئے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان اس تعلیم کو چودہ سو سال کے عرصہ میں بھُول چکے تھے۔ مگر زمانہ حال میں ایک نبی قادیان کی مبارک سرزمین میں مبعوث ہوا جس کا نام نامی اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے اس نے آکر دوبارہ ہمیں قرآن کی تعلیم پر چلایا اور اُس نے بتایا کہ" ولکل قوم ھاد" کے ماتحت ان نبیوں پر بھی ہمیں ایمان لانا ضروری ہے۔ جو مختلف زمانوں مختلف اقوام اور مختلف ممالک میں گذرے ہیں۔ نیز اسی سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی پیش فرمائی جس میں حضورؐ نے فرمایا۔ ہے کہ ہندوستان میں سانولے رنگ کے کنھیا نام کے ایک نبی گذرے ہیں۔

جب حضرت مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا کہ حضرت کرشن خدا کا نبی تھا تو نادان عوام اور اُس وقت کے بعض نام نہاد" علماء" نے غیظ وغضب میں اندھے ہو کر آپ پر کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ آج دنیا اسکو ماننے پر مجبور ہے۔ درحقیقت اس تعلیم کو مانے بغیر دنیا پر امن قائم ہو ہی نہیں سکتا۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ دشمن سے حسن سلوک کیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ سے متعدد حوالجات پیش کر کے جتلایا کہ دشمن سے آپ نے کبھی بھی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ کفار کے ہر قسم کے مظالم پر درگذر کرتے ہوئے عفو و احسان سے کام لیا۔

فاضل مقرر کی تقریر جو ہندی زبان میں تھی اور گاہے گاہے ترنم سے سنسکرت شلوک پڑھنا سامعین کے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہوا۔

جلسہ گاہ کا انتظام جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے نہر کے کنارے پر ایک باغ میں کیا ہوا تھا جس میں ہندو دوست بھی بفضلہ خاصی تعداد میں حاضر جلسہ تھے۔ البتہ غیر احمدی دوست معدودے چند تھے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں بھی ہمارے سلسلہ کو اسلام کی شان کو بلند کرنے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو آکناف عالم میں پھیلانے اور خدائے واحد کے نام کو بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انکی غلط فہمی کو دور کرے آمین ثم آمین۔

بوقت ۶½ بجے شام بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

خاکسار سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ موسیٰ بنی مائنز ضلع سونگھڑہ

سونگھڑہ میں ایک تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۶۰ء کو محلہ ۔ ۔ ۔ ساہی میں خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت خاکسار بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ جس میں جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے "سورۃ العصر" کی لطیف تفسیر فرمائی۔ اور ایک محققانہ تقریر کے ذریعہ بتایا کہ مضبوط ایمان رکھنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ اس موقعہ پر آپ نے مختلف نبیوں اور اقوام کا ذکر کرتے ہوئے متعدد مثالوں کے ذریعہ ثابت کیا کہ جو قوم اپنے نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگی رہتی ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتی۔ مگر جو قوم اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن سے اُتار دیتی ہے وہ ٹھوکر کھاتی اور بالآخر گمراہی کے گڑھے میں جا گرتی ہے

آخر میں خاکسار نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہمیں مولوی صاحب موصوف کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے۔ ہم صرف لطف اُٹھانے کی غرض سے تقریریں نہ سنیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ اس موقع پر خاکسار نے صحابہ کرامؓ کی چند مثالیں اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق پیش کر کے حاضرین جلسہ سے اپیل کی۔ کہ وہ بھی اطاعت و فرمانبرداری کا اچھا نمونہ دکھائیں۔ تا ہمارے اقوال کی تصدیق ہمارے اعمال سے ہو۔ اس طرح ہم سب کا وجود اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ثابت ہو۔

بوقت ۹ بجے رات بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

خاکسار سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ موسیٰ بنی مائنز
ضلع سونگھڑہ۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
احمدی نکلے فقط لے کر عَلَم اسلام کا

اور کر سکتے نہیں اسلام کا جھنڈا بلند
عیش میں سرگرم ہیں کیا فکر و غم اسلام کا

جو مسلماں نام کے ہیں وہ نہیں ہیں کام کے
ہاں عرب اسلام کا ہے اور عجم اسلام کا

جس نے سپلے پر کی اُڑائی ہے لیے ہو انتباہ
پھٹنے والا ہے اسی کے سر پہ بم اسلام کا

پیشگوئی پوری ہوگی یہ امامِ وقت کی
بھرنے والے ہیں تمام انسان دم اسلام کا

مال و جاں دے کر خرید اپنے مولیٰ کی رضا
اور دعاؤں سے کرو قائم بھرم اسلام کا

ہر طرح محفوظ ہے اکمل حصارِ دینِ حق
تا ابد لہرائے گا اس پر عَلَم اسلام کا

سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام

از مخدوم مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم

اُٹھو کھل گئے آسماں کے دریچے — سنو آ گیا وہ مسیحائے ثانی
وہ طُور و حرا کی اداؤں کا محرم — وہ عہدِ محبت کی زندہ نشانی
وہ عرفانِ یزداں میں ظلِّ محمدؐ — وہ ایمانِ ایزد میں یٰسین ثانی
وہ برجِ نبوت کا ماہِ منوّر — وہ فرقِ ولایت کا تاجِ کیانی
وہ بُرجِ سعادت کا مہرِ درخشاں — وہ درجِ حقیقت کا لعلِ یمانی
وہ جانِ شریعت وہ روحِ طریقت — وہ اقلیمِ عفت کا صاحبقرانی

وہ عیسیٰ وہ مہدی وہ محبوبِ ملت
وہ شاہِ جہاں احمدؑ قادیانی

اَلْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ

از مکرم مولوی احمد رشید صاحب فاما لاباری معلم مولوی فاضل کلاس قادیان

وَلَا خَيْرَ فِي النَّظَرِ بَعْدَ الْعِبَرِ — وَجَاءَ ابْنُ مَرْيَمَ بَعْدَ الْخَبَرِ
عبرت حاصل کر لینے کے بعد مزید سوچنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ — ابن مریم اخبار موعودہ کے مطابق آ چکے ہیں

فَلَا رَيْبَ مَوْعُودُنَا مُرْسَلٌ — نَبِيٌّ وَمَهْدِيُّنَا الْمُنْتَظَرُ
بیشک ہمارا موعود خدا کا رسول اور نبی ہے۔ — اور ہمارا منتظر مہدی امام بھی ہے

عَلَى حِينِ أَلْهَتْهُمْ دَجْنَةٌ — هُنَا أَوْ هُنَا فِي الْغِنَى أَوْ فَقْرٍ
جب دنیا کو دجالیت پریشان کر رہی تھی اور وہ غنا اور فقر میں ادھر اُدھر ہو رہے تھے مہدی موعود ظاہر ہوئے۔

وَجَرَّ الزَّمَانُ عَلَى كُلِّهِمْ — نَوَائِبَ فِي جَنَّةٍ أَوْ سَقَرٍ
تمام لوگوں پر زمانے کے مختلف قسم کی مصیبتیں لائے۔ جو جنت میں تھے اُن پر بھی اور جو دکھ میں تھے اُن پر بھی

وَزَالَتْ خِلَافَتُهُمْ أَوْ رُثَّتْ — وَطَالَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْفِكَرِ
لوگوں کی خلافت بھی چھین لی گئی جو موروث تھے — اور سوچنے سمجھنے میں اُن کا اختلاف بھی بڑھ گیا

فَلَمْ يَبْقَ مِمَّنْ مَضَى قُدْوَةٌ — وَحَارَ الْجَمِيعُ وَهُمْ فِي سَفَرٍ
گزشتہ لوگوں میں کوئی زندہ اسوۂ حسنہ باقی نہ رہا — اور زندگی کے سفر میں سارے پریشان تھے

وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا ابْنُ مَرْيَمَ مَنْ — طَبِيبٌ لِمَنْ غَابَ أَوْ قَدْ حَضَرَ
اور صرف ابن مریم ہی پھر باقی رہا جو ہر قسم کی بیماری کے لئے اور ہر غائب و حاضر کے لئے طبیب ہے

هُوَ الْعِلْمُ لِلسَّاعَةِ اسْتُجِدَتْ — وَقُرْآنُنَا شَاهِدٌ بِالْقَدَرِ
ابن مریم اس گھڑی کا نشان ہے جس میں نئی باتیں ہوں گی — قرآن شریف خدا کے اس مقدر کا شاہد ہے

وَفِي زُخْرُفٍ قَدْ تَلَوْتَ الَّذِي — لَهُ مَثَلٌ فَاذْنْ أَيْنَ الْمَفَرّ
سورۂ زخرف میں وہ آیت جس میں ابن مریم مثلاً آپ پڑھتے ہیں۔ — اب کہاں بھاگ جائیں گے۔

بِزَلْزَلَةِ السَّاعَةِ اسْتُغْرِبَتْ — دَفَائِنُ بَرِّ لَنَا وَالْبَحْرِ
موعودہ زلزلہ الساعۃ میں ہر خشکی تری کی خوبیاں اور چھپی ہوئی باتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔

فَمَا لِي أَرَى الْقَلْبَ لَا يَنْصَدِعْ — وَأَنْهَارُنَا فُجِّرَتْ مِنْ حَجَرٍ
کیا بات ہے سوچنے والے دل میں قبول کرتا۔ — کبھی پتھر سے پانی نکل جاتا ہے۔

قَسَى قَلْبُ هُودٍ بِمَا حَرَّفُوا — وَأَنْتُمْ عَلَى مُصْحَفِ خَيْرِ الْبَشَرِ
یہودی لوگوں کا دل تحریفِ کتب کی وجہ سے سخت ہو گئے تھے۔ تم ایسی کتاب کے پیرو ہیں جو محفوظ ہے اور خیر البشر

شَعُوبًا مِنَ الْعُرْبِ شَتَّتْنَا — وَكَانَتْ لَكُمْ لَمْ تَكُنْ مِنْ فَخْرٍ
اے عرب کے یار ہو جو ٹکڑے ٹکڑے کی جاتی ہے — اور ان کا فخر قسم ہم باقی نہیں رہا

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مِنْكُمْ — وَثَنَّى الْخِلَافَةَ فِيكُمْ عُمَرُ
ابو بکر تم میں سے تھے — اور خلیفہ ثانی عمر بھی

فَأَنْتُمْ أَحَقُّ كَمَا أَنْتُمْ — بِمَا جَاءَ أَحْمَدُ فَخْرُ الدَّهْرِ
حضرت احمد علیہ السلام جو فخر الدہر ہے ان کا پیغام قبول کرنے میں تم دراصل ... ہیں

إِذَا مَا تَلَا الشَّمْسَ مِنْ جِنْسِكُمْ — أَنَارَتْ مَسِيحُ الزَّمَانِ الْقَمَرَ
جب وہ تمہاری جنس کے شمس محمد صلعم کے ثانی ہوئے — تو انہوں نے اکو مسیح الزمان چاند بنا کر چمکا دیا

وعدہ جات چندہ تحریک جدید

جن جماعتوں کو دفتر ہذا کی طرف سے فہرستیں بہ ہدایت اور لازم وعدہ جات چندہ وقف جدید ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں بھجوائے گئے تھے لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہ ہوئے۔ لہٰذا جملہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ لازم وعدہ جات چندہ وقف جدید جلد از جلد مکمل کر کے ارسال فرمائیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نئی زمین اور نیا آسمان

(بقیہ صفحہ ۴)

کے مخالفین کے برخلاف ایک نئے نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا تسلیم کھلا اعتراف کیا جائے .....

..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے ..... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو!"

(اخبار وکیل امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)

۴۔ دہلی کے اخبار "کرزن گزٹ" کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اُس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

۵۔ حال ہی میں ہندوستان کے مشہور اور نامور ادیب علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ نے رقم فرمایا ہے کہ

(الف) "میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب بڑے انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے اور یقیناً انہوں نے یہ دعوٰی ایسے زمانہ میں کیا۔ جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی ..... بہرحال اس سے انکار ممکن نہیں کہ مرزا صاحب بڑے مخلص انسان تھے۔ اور یہ محض اُن کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی بے عمل جماعت میں عملی زندگی کا احساس پیدا ہوا اور ایک مستقل حقیقت بن گیا

(نگار لکھنؤ ماہ اگست ۱۹۶۰ء)

(ب) "وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب ذات و بصیرت انسان تھا۔ جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور اس کا دعوٰئے تجدید و مہدویت کرتی ہوا در ہوا بات نہ تھی۔"

"اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی۔ جس کی زندگی کو ہم یقیناً "اسوہ نبیؐ" کا پر تو کہہ سکتے ہیں۔"

(نگار لکھنؤ ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

متذکرہ بالا اعتراف و اقرار اس امر پر شاہد ناطق ہے۔ کہ وہ انقلابی لیڈر۔ وہ مرد کامل وہ عمیق فکر رہنما اور وہ الامام المہدی عین وقت پر ظاہر ہوا۔ اور اُس کے ظہور سے مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب آیا۔ ایک نئی زمین اور نیا آسمان تیار ہو گیا۔ اُس نے اپنی بعثت و آمد کے مقاصد کو باحسن وجوہ پورا کیا۔ اسلام کی برتری دیگر ادیان پر نہ صرف دلائل و براہین سے ظاہر ہوئی بلکہ خدا تعالےٰ نے تازہ بتازہ زمینی و آسمانی نشانات سے بھی اسلام کی حقانیت اور اُسکی زندگی و فیضان پر مہر تصدیق ثبت کی۔ ہائے کاش وہ مرد کامل جو مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ آیا۔ مگر مولوی اور صوفی صاحبان کو اُس کو شناخت کرنے کی "بصیرت" حاصل نہ ہو سکی۔ انہوں نے نہ صرف اُس کا انکار کیا۔ بلکہ انکار پر اصرار کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس مرد کامل کے "مقدس مشن" کو نقصان پہنچانے کے مختلف منصوبے اُس کے مخالفین نے کئے۔ مگر خدائے بزرگ و برتر نے اُن سب کو ناکام و نامراد کیا۔ ہائے افسوس ان نادانوں کی تب بھی آنکھیں نہ کھلیں۔

جس نے مرد کامل اور امام مہدی کے منتظر و آؤ آؤ اس مقدس امام کی شیریں آواز کو سنو اور اُس پر لبیک کہو

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے

دورہ مبلغین جماعت ہائے ہند

۱۵ مارچ میں رمضان المبارک کی وجہ سے مبلغین سے دورہ نہیں کرایا جائیگا۔ اب مندرجہ ذیل مبلغین عید الفطر کے معاً بعد مندرجہ ذیل علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ وہ جماعتوں میں قابل کارروائی، تبلیغی، تربیتی اور مالی امور کی تعمیل کریں گے۔ جملہ جماعتوں کے عہدیداران سے ہر طرح تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ جماعتیں مبلغین کی آمد پر جلسوں کا انتظام کریں یہ دورہ ۱۵ اپریل تک کے لئے ہے۔ جماعتیں مبلغین سے تاریخ کی تعیین کرا لیں۔

اللہ تعالےٰ اس دورہ کے بہترین نتائج برآمد فرمائے اور اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی جماعت کا باعث بنائے۔ آمین۔

۱۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ دہلی۔ برائے جماعت ہائے سہارنپور۔ صالح نگر۔ امروہہ۔ کانپور۔ لکھنؤ، بریلی، شاہجہانپور، راٹھ مکرا۔

۲۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ برائے جماعت ہائے احمدیہ آسام۔

۳۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ شموگہ۔ برائے جماعت ہائے منگلور۔ ہبلی۔ سورب ساگر۔

۴۔ مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ حیدرآباد۔ جماعت ہائے میسور و آندھرا۔

۵۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ رانچی برائے جماعت ہائے بہار۔

۶۔ مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر۔ برائے جماعت ہائے کشمیر (شیخ صاحب عید سے قبل دورہ شروع کر دیں گے)

۷۔ مکرم مولوی حکیم محمد سعید صاحب مبلغ چارکوٹ برائے جماعت ہائے پونچھ (حکیم صاحب عید سے قبل دورہ شروع کر دیں گے)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دعا

مورخہ ۱۲ رفروری کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس عاجز کو لڑکی عطا فرمائی۔ سیدنا حضرت اقدس نے خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے "سلیمہ" نام تجویز فرمایا۔ عزیزہ کی ولادت کے موقعہ پر گھر اکیلا ہونے کے باعث ایک غیر احمدی نادان عورت نے ناشائستہ حرکت کر کے زچہ و دونوں کو والدہ کو تکلیف پہنچائی جس کے باعث دونوں کی صحت خراب ہے۔ اس لئے احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دونوں کو کامل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار منظور احمد مبلغ سلسلہ مقیم امروہہ

قتل حسین و کردار یزید

(بقیہ صفحہ ۱۸)

نسبت اپنی زبان پر لانا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔

اہل بیت و ائمہ اثنا عشر

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان حق۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی کتاب "سر الخلافہ" میں بھی اس مسئلہ سے بحث کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ زہرا اور حضرات حسنین کے فضائل و مناقب کا نہایت ولولہ انگیز انداز میں ذکر کیا ہے جماعت احمدیہ کے نزدیک "حسینیت و یزیدیت" قُرب و بُعد کے دو الگ الگ مقامات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "ازالہ اوہام" میں اس مسئلہ پر بڑے لطیف انداز میں روشنی ڈالی ہے آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ "یزیدیت، فسق و فجور اور سرکشی کا وہ مقام ہے جس کی اصلاح و مدافعت کے لئے "حسینیت" کے مختلف درجات کا ظہور ہوتا ہے حتیٰ کہ "ازالہ یزیدیت" کے لئے نبی کی بعثت بھی ہوتی ہے۔ میرے اس نظریہ پر آپ کا ایک الہام اخرج منہ یزیدیون شاہد ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں "قتل حسین" کو "صلیب مسیح" سے بھی مماثلت دی ہے رشیدوں کے آئمہ اثنا عشریہ کو جن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ صاحب کشف و الہام کہا ہے۔ اس لئے مسئلہ قتل حسین و کردار یزید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اتباع کا مسلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ

بے شک سیدنا حسین مظلوم شہید ہوئے اور جس نے قتل حسین کا ارتکاب کیا یا قتل حسین میں امداد کی یا قتل سے راضی ہوا وہ خدا اور اس کے رسول کا گنہگار رہے۔

(ابن تیمیہ)

خدا ہمیں درندے بہائم صفات یزیدیت کا جو علاج کرنے والا ہے اس سے ہمیں بچائے اور حسینیت کی برکات سے نوازے کہ اسی میں تمہارے لئے فلاح و نجات ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۱۹۶۰ء کے پہلے دو ماہ میں

مرکزی صیغہ "نشر و اشاعت" کی کارگزاری

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جیسا کہ اس سے قبل بذریعہ اخبار بدر احباب کی خدمت میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ بہت سی کتب و ٹریکٹ قابل اشاعت نظارت کے پاس موجود ہیں جن میں بعض کو پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں اور بعض بالکل پہلی دفعہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ اس درمیانی عرصہ میں مندرجہ ذیل ٹریکٹ پریس میں شائع کرنے کے لئے دیئے جا چکے ہیں اور تکمیل کے قریب ہیں۔ اور امید ہے کہ مارچ ۱۹۶۰ء کے آخر تک مکمل ہو کر تقسیم کرنے شروع کر دیئے جائیں گے۔

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیاز صاحب فتحپوری کی نظر میں (یہ جماعتوں میں بھجوایا جا رہا ہے)

۲۔ The Last Message of the Prince of Peace

۳۔ پیغام صلح ہندی۔

یہ تینوں پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں طبع کرائے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ ان کا طبع ہونا بہترین نتائج کا حامل ہو۔ آمین۔

ماہ جنوری و فروری ۱۹۶۰ء میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے تقسیم مندرجہ ذیل لٹریچر کا سلسلہ حسب سابق جاری رہا۔ اس کا گوشوارہ درج ذیل ہے۔ اس لٹریچر میں مبلغین "جماعت ہائے احمدیہ ہند" افراد جماعت کے علاوہ دلچسپی لینے والے غیر مسلم و غیر احمدی متاثر افراد کو بھجوایا گیا بھی شامل ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اس سے اچھے نتائج نکلیں۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وصیت

مندرجہ ذیل وصیت مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۶۰ء کے پرچہ میں غلط شائع ہو گئی تھی۔ اب دوبارہ شائع کی جاتی ہے۔ اگر کسی کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان

نمبر ۱۳۲۲۶ مسکہ محمد رمضان راتھر ولد محمد جابر قوم مسلمان پیشہ نمبرداری عمر ۴۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن بالسو ڈاک خانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

(۱) آبی اول ۲۸ کنال (۲) درخت ہا تقریباً ۶۰ عدد (۳) کوٹھار چوبی ایک عدد

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ مد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

نوٹ (۱) آبی اول ۲۸ کنال کی قیمت موجودہ وقت کے لحاظ سے -/۲۸۰۰ روپیہ ہے

(۲) درخت ہا ۶۰ عدد کی قیمت " " " " -/۱۵۰ "

(۳) کوٹھار چوبی ایک عدد " " " " -/۱۰۰ "

کل میزان -/۳۰۵۰ روپیہ ہے۔

(۲) اس کے علاوہ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ فقط تحریر بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ء

العبد مولوی محمد رمضان راتھر۔ گواہ شد فضل الرحمن خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ یاڑی پورہ
گواہ شد حکیم میر غلام محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ

گوشوارہ تقسیم مندرجہ ذیل لٹریچر از نظارت دعوت و تبلیغ قادیان بابت ماہ

جنوری و فروری ۱۹۶۰ء

نام کتاب	زبان	تعداد
لائف آف محمدؐ	انگریزی	۲۲
احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	"	۱۷۳
پیغام صلح	"	۲
دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمدؐ	"	۴۹
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۱۹۳
احمدیت کیا ہے	"	۲۹
اسلام اور اشتراکیت	"	۱۹۵
آسمانی تحفہ		۱۴۱
اسلام میں اقتصادی و سماجی مشکلات کا حل	"	۱۳۸
آسمانی پیغام	"	۸۴
نظام نو	"	۳
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۵
خصوصیات قرآن	"	۲۸
اسلام دی نیڈ آف دی آور	"	۱۸۸
جنوبی یگل	گورمکھی	۲۲
آسمانی تحفہ	"	۱۰
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۵۵
" " " "	ہندی	۱۲
کرشن اوتار کا پیغام	"	۸۴
آسمانی تحفہ	"	۸۲
تین سچ آواگون	"	۹۰
دیہی چمار کرشن	"	۸۰
" " "	اڑیہ	۱۰
" " "	بنگالی	۱۴۰
زمانہ کے اوتار	"	۱۳۰
آسمانی تحفہ	اردو	۶۲
سیرت حضرت مسیح موعود	اردو	۳۹
" " "	انگریزی	۱۴۸
پیغام صلح	اردو	۴۲
تحریک احمدیت	"	۹۳
وفات مسیح پر علمائے مصر کا فتوے	"	۸۰
جماعت احمدیہ کا علمی نمونہ	"	۱۲۸
المہدی	"	۴۹
محامد خاتم النبیین	"	۵۹
احمدیت کا پیغام	"	۵۴
حقیقی اسلام	"	۱۲
آسمانی تحفہ	"	۱۱۹
ضرورت مذہب	"	۴۲
اسلام اور اشتراکیت	"	۵۱
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	"	۲۶
عقائد و تعلیمات	"	۱۵
مسکہ مسلم اتحاد کا شاندار موقعہ	"	۴۲
معبود اقوام عالم	"	۱
سیرت حضرت ام المومنین رض	"	۳
سیرت المہدی حصہ اول	"	۱
میری والدہ	"	۳
لائف آف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد	"	۲
کشتی نوح	"	۱۴
تفسیر کبیر جلد ششم جزو آخر	"	۱
خاندانی منصوبہ بندی	"	۵
بہائی تحریک پر تبصرہ	"	۱
جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات	اردو	۱
احمدیت کا پیغام	انگریزی	۲
تحفہ مترجم	"	۱
جماعت احمدیہ علامہ نیاز فتحپوری کی نظر میں	"	۹
تحریک جدید کے مطالبات	"	۱
بدر الجلیل	اردو	۴
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک (چارٹ)	"	۲۶
وصیت حجۃ الوداع	"	۱۵
مباحثہ لدھیانہ	"	۱۶
سیر روحانی حصہ اول	"	۱
سیرت طیبہ	"	۱
اہل بہار سے دس ضروری سوال	"	۲
شاہ حبشہ کو دعوت حق	"	۱
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	انگریزی	۲
اسلام اور غلامی	"	۱
مساوات انسانی۔ اتحاد مذاہب اور روحانی و مادی ترقی کا ذریعہ اسلام ہے	"	۱۵
انگلستان میں تبلیغ اسلام	"	۱
احمدیت یعنی حقیقی اسلام	"	۱
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۶
متفرق لٹریچر	"	۱۴
دی حدیث	انگریزی	۱
تحفۃ الملوک	"	۱
نشانہ ہندی		۱
پیغام صلح	"	۱
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک تعاون کی پیشکش	اردو	۲۵
حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	اردو	۴۷
خاتم النبیین کے بہترین معنی	"	۵۴
وصیت آنحضرت صلعم		۱۱
ایک عظیم الشان پیشگوئی		۳
محمدؐ کی محبت میں غلام احمد کی زبانی	"	۹
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا نمایاں پہلو	"	۱
تبلیغ ہدایت	"	۱
فقہ احمدیہ حصہ دوم	"	۱
اشاعت اسلام اور مسیح موعود	"	۱
رمضان مبارک اور مسیح الموعود	"	۱
خطبات عیدین	"	۱
بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے	"	۱
بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ	"	۱
بہائی تحریک پر تبصرہ	"	۱
بہائی مذہب کی حقیقت	"	۱
دس دلائل ہستی باری تعالیٰ	"	۱
ہستی باری تعالےٰ	"	۱
مذہب کی ضرورت	"	۱
رسالہ نگار	"	۱
آئینہ صداقت	انگریزی	۹
ترجمۃ القرآن	گورمکھی	۲
میزان		۲۵۸۹

دعائے مغفرت

ہماری جماعت کے مخلص بھائی مکرم شیخ کفایت اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۸ فروری بروز دو شنبہ بوقت ... اس جہان فانی سے رحلت فرما کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کی مغفرت ...

حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال کی وفات پر

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی قرارداد تعزیت

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کو حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال کی وفات پر بہت رنج اور صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت چودھری صاحب مرحوم نے زندگی بھر اپنی خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کرکے اور انہیں کامیابی کے ساتھ نبھاکر جماعت میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا تھا۔ ان خدمات میں ان کے اخلاص ارادت اور عقیدت کے امتزاج نے انہیں ایک کامیاب مبلغ ایک بالغ نظر ناظر ایک پر تاثیر مقرر بنا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے جہاں انگلستان میں ناموافق حالات میں تبلیغ احمدیت کی ایک مستقل اور مضبوط بنیاد قائم کی وہاں ملکانہ کے علاقہ میں تحریک شدھی کا مقابلہ کرنے والے فرزندان احمدیت کے آپ کامیاب سالار و قائد رہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ نے ایک لمبے عرصہ تک بیحد محنت اور خلوص کے ساتھ خدمات انجام دیں ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ ان خدمات کی ادائی میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرکے بھی صبر و رضا کا امتحان دینا پڑا اور آپ اس میں پوری طرح کامیاب رہے۔

آپ کی اہم بالشان خدمات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یوں شرف قبولیت حاصل ہوا کہ آپ کی شادی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی نواسی سے ہوئی اور آپ کے فرزند چوہدری ناصر محمد صاحب سیال کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دامادی کا عظیم الشان شرف حاصل ہوا۔

آپ نے مدت العمر تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اپنی مخصوص سادگی کو قائم رکھا اور اخلاص اور بے نفسی کا قابل تقلید نمونہ قائم کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی رحمت کے جوار میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کے تمام متعلقین کو صبر جمیل اور رضا بالقضاء کی توفیق بخشے۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان آپ کی وفات پر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرحوم کے تمام پسماندگان اور ساری جماعت احمدیہ سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

خاکسار چودھری فیض احمد گجراتی
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قرارداد تعزیت بروفات حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے

ناظر اصلاح و ارشاد

(منجانب تحریک جدید انجمن احمدیہ - ربوہ)

تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کا یہ غیر معمولی اجلاس چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی اچانک وفات حسرت آیات پر انتہائی دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک صحابی کے فرزند تھے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کے قدیمی رفیق و معاون اور نو عمری سے اپنے آخری دم تک سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ تبلیغ کا ایسا انداز رکھتے تھے کہ بحث میں اُلجھے بغیر لوگوں پر صداقت آشکار کر دیتے تھے۔ کہ ان کے ذریعہ جوق در جوق لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ تحریک جدید کے ساتھ اُن کو اس لحاظ سے گہرا تعلق ہے کہ وہ ابتدائی واقف زندگی اور لنڈن مشن کے بانی تھے۔ اور یہ پلاٹ جس میں مسجد تعمیر ہوئی خود ان کا ہی خرید کردہ اور اُن کے حسن انتخاب پر دال ہے پھر اُن کے فرزند چوہدری ناصر محمد صاحب سیال ہمارے واقف زندگی بھائی اور ریسرچ کے سکالر ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکی جسمانی اور روحانی اولاد کو ان کے کمالات کا وارث بنائے اور پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

غلام مرتضیٰ وکیل المال تحریک جدید ربوہ

دعائے نعم البدل

قادیان ۱۱ مارچ افسوس چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی معاون ناظر

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان مرد۔ عورت۔ بچے اور بوڑھے پر فرض قرار دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ نوزائیدہ بچے کی طرف سے بھی اس صدقہ کا ادا کیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ یہ فنڈ غرباء اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اسے رمضان المبارک کے ختم ہونے سے قبل جمع کرکے غرباء میں تقسیم کیا جائے تا ضرورتمند احباب عید کے موقعہ پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مقامی غرباء اور مساکین کی امداد فطرانہ کی وصول شدہ رقم میں سے ۱/۲ حصہ تک کی جا سکتی ہے۔ بقیہ رقم کا مرکز میں بھجوا دینا ضروری ہے۔

فطرانہ کی مقدار ہر فرد کے لئے ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلہ مقرر ہے۔ غیر مستطیع احباب کو نصف شرح سے بھی ادائیگی کی اجازت ہے۔ قادیان میں امسال گندم کے نرخ کے لحاظ سے فطرانہ (صدقۃ الفطر) کی شرح ایک روپیہ اور نصف آنہ [illegible] مقرر کی گئی ہے۔ مقامی جماعتیں اپنے اپنے علاقہ میں شرح کی کمی بیشی کے مدنظر فطرانہ کی شرح پر کمی بیشی کر سکتی ہیں۔

عید فنڈ۔ صدقۃ الفطر کے ساتھ ایک خاص مد عید فنڈ بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ عیدین کے مواقع پر ہر کمانے والے مرد سے کم از کم ایک روپیہ کی رقم اس مد میں وصول کی جانی چاہیئے۔ عید فنڈ کی مد میں جمع ہونے والی پوری رقم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہے۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے احباب میں صدقۃ الفطر (فطرانہ) کی تحریک اور وصولی شروع کر دیں۔ تا رمضان المبارک کے آخر تک ہر فرد سے فطرانہ و عید فنڈ وصول ہو سکے نیز عہدیداران کو چاہیئے کہ مرکز میں بھجوائی جانے والی رقوم جلد از جلد قادیان دار الامان بھجوا دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے نکلنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں صدقات کی رقوم بھی محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جانی چاہئیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بچہ کی پیدائش پر مکان کی تعمیر پر۔ امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالےٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ

اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں برکت ڈالے۔ تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا دین و دنیا میں فلاح پانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

۲- دعوت و تبلیغ قادیان کا چھوٹا بچہ عزیز عبد الحفیظ بعمر ڈیڑھ سال آج سوا بارہ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث اچانک وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک عرصہ سے عزیز بیمار چلا آتا تھا اور علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ خدا تعالےٰ کو یہی منظور تھا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کے والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور اپنے فضل سے نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

خبریں

نئی دہلی۔ ۱۲ مارچ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ وزیر اعظم چین مسٹر چو این۔ لائی سرحدی جھگڑوں کے متعلق بات چیت کے لئے ان کی تجویز کردہ ۲۰ اپریل کی تاریخ منظور کر لی ہے۔ چنانچہ اب وہ ۱۹ اپریل کو دہلی آئیں گے۔ اور ۲۵ اپریل کو یہاں ٹھہریں گے۔ آپ نے کہا مسٹر چو این لائی کی طرف سے میرے خط کا جواب موصول ہو گیا ہے اور انہوں نے میری پیش کردہ تاریخ مان لی ہے

نئی دہلی ۱۲ مارچ بھارت اور پاکستان میں آج نئے تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ یہ معاہدہ دو سال تک جاری رہے گا۔ اگر دونوں میں سے ایک بھی حکومت معاہدہ ختم کرنے کا نوٹس نہ دے گی۔ تو اس میں ایک سال کی توسیع کی جائے گی دستخط کرنے کی رسم کے موقعہ پر بھارت اور پاکستان کے وزرا تجارت شری لال بہادر شاستری اور مسٹر حفیظ الرحمان اور بھارت اور پاکستان کے ہائی کمشنر موجود تھے۔ مسٹر حفیظ الرحمان نے امید ظاہر کی کہ اس معاہدہ سے تجارت میں اضافہ ہونے کے علاوہ دونوں ملکوں میں تعلقات بھی بہتر ہوں گے۔ یہ معاہدہ دونوں ممالک کے تعلقات کیلئے نیک شگون ثابت ہوگا شری شاستری نے بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ دونوں ملکوں میں محدود ڈاک گاڑیوں کا جو سمجھوتہ ہوا تھا اسے بھی اس معاہدہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس معاہدہ کے ماتحت بھارت پاکستان کو ایک کروڑ روپے کا لوہا اور فولاد دے گا اس کے علاوہ سیمنٹ اور بیڑی کے پتوں کی جو آمد بھی بڑھا دی جائے گی۔ پاکستان اس کے عوض بھارت کو ایک کروڑ روپے کے جیوٹ گٹھڑ مہیا کرے گا اس کے علاوہ ۱½ کروڑ روپے تک کی مالیت کی روئی بھی برآمد کرے گا۔

چنڈی گڑھ۔ ۱۲ مارچ۔ آج پنجاب اسمبلی میں مالیہ اراضی کے مطالبہ زر پر بحث کا آغاز ہوا۔ کرتے ہوئے شری موہندر سنگھ مان کا نگرسی نے کہا کہ ۱۹ مارچ کو سامانہ اور پاتڑاں کے علاقہ ۳۰ میل لمبے اور ۲ میل چوڑے رقبہ میں زبردست ژالہ باری ہوئی۔ نصف نصف پاؤنڈ کے اولے (بجری) دو گھنٹے تک برستے رہے۔ اس سے زبردست تباہی ہوئی آپ نے بتایا کہ یہ سارا رقبہ چار فٹ کی گہرائی تک اولوں سے بھر گیا۔ بعض جگہوں پر اس واقعہ کے سات دن بعد تک بھی اولے نہیں پگھلے تھے۔ اس قسم کی ژالہ باری آج تک دیکھی نہ گئی تھی۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ بدر ماہ مارچ ۱۹۶۰ء میں ختم ہے!

- ۱۲۴۳ - مکرمی محمد تقی صاحب آگرل - (یوپی)
- ۱۳۵۴ - ,, پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ (بہار)
- ۱۲۴۶ ,, ڈپٹی محمد ایوب صاحب رانچی (,,)
- ۱۲۴۷ - ,, شریف احمد صاحب لدھرانئے (,,)
- ۱۳۸۹ - ,, سید محمد خلیل صاحب حیدرآباد (دکن)
- ۱۴۲۵ ,, سید منظور احمد صاحب محبوب نگر (آندھرا)
- ۱۴۲۸ - ,, مولوی نورالدین صاحب بدرھانی (کشمیر)
- ۱۰۷۲ ,, منشی عبدالحفیظ صاحب کرنل (یوپی)
- ۱۵۳۶ - جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماءاللہ ممباسہ (نڈلیہ)
- ۱۸۶۹ ,, محمد اشرف صاحب بٹ ممباسہ (افریقہ)
- ۱۸۸۰ ,, نذیر احمد صاحب ڈار بابیا (,,)
- ۱۴۰۵ ,, سید جمال الدین احمد شاہ صاحب ناسی کنڈولی (راجستھان)
- ۱۰۵۹ ,, سید محمد یونس صاحب سرو (اڑیسہ)
- ۱۸۸۳ - مکرمی عبدالرحمٰن صاحب قریشی بی اے حیدرآباد (دکن)
- ۱۸۸۴ - ,, خواجہ شمس الدین صاحب لعمدن (کشمیر)
- ۱۸۸۵ ,, عبدالغنی صاحب اکاپور (دکن)
- ۲۰۸ ,, ایل فخا مدراس
- ۱۳۸۸ ,, شیخ عبدالرؤف صاحب (بمبئی)
- ۱۹۲۵ ,, کے وی سرہ صاحب کلکتہ
- ۱۹۵۸ - ,, ایم ابوبکر صاحب ... (کیرالہ)
- ۱۶۴۷ - ,, محمد حسین صاحب ... (جموں)
- ۱۹۲۲ ,, محمد طاہر صاحب ... (اڑیسہ)
- ۱۶۷۱ - ,, غلام مصطفیٰ صاحب ... (,,)
- ۱۹۶۸ ,, مکرمہ سعیدہ صاحبہ ... (یوپی)

(مینیجر بدر)

ضرورت انسپکٹر بیت المال

نظارت بیت المال میں ایک انسپکٹر کی خالی اسامی پر تقرر کے لئے ایک مستعد مخلص اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جسے ۸۰-۳-۵۰ کا گریڈ اور ۲۰/- روپے مہنگائی الاؤنس دیا جائے گا۔ درخواست دہندہ کے لئے کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے کیونکہ انسپکٹر بیت المال کا کام جماعتوں میں دورہ کر کے ان کے حسابات کی پڑتال اور وصولی چندہ جات کے لئے تحریک و تلقین کرنا ہوتا ہے اس لئے حسابی کام کا تجربہ اور سلسلہ کی تعلیم سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

اس خدمت کے لئے خواہشمند احباب کی درخواستیں مقامی جماعتوں کے صدر صاحبان اور جہاں مرکزی مبلغین متعین ہوں ان کی وساطت سے اپریل کے پہلے ہفتہ تک نظارت بیت المال میں پہنچ جانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی اچانک علالت

قادیان ۲۲ مارچ سہ پہر ساڑھے چار بجے بعد نماز عصر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے بائیں بازو میں اچانک بے حسی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ فوری طور پر طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ اور مناسب علاج معالجہ جاری ہے۔ اگرچہ اس تکلیف میں قدرے افاقہ معلوم ہوتا ہے تاہم بے حسی کی کیفیت کلی طور پر دور نہیں ہوئی۔ احباب جماعت اس قیمتی مقدس وجود کی صحت و سلامتی اور جلد شفا پانے کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں ہم سب میں تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

جلسہ سیرت مسیح موعودؑ

بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۶۰ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلی بیعت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ کے مقام پر لی تھی گویا اس تاریخ کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے بنی نوع انسان پر جو رحم کیا تھا اس کے ذکر کے لئے امسال ۲۷ مارچ بروز اتوار کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ تا احباب کو اس دن کے شایان شان اجتماع کی سہولت میسر آ سکے۔ اس لئے اس موقعہ پر تمام جماعتیں اپنے ہاں جلسے منعقد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات آپ کی تعلیمات اور عظیم الشان خدمات اسلامی کے متعلق تقریریں کروائیں اور اس تقریب کو شایان شان طریق پر منا کر اپنی رپورٹیں نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان میں درس القرآن

قادیان۔ حسب اعلان رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے سورۃ توبہ تک قرآن کریم کا درس دیا۔ اور درمیانی عشرہ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک درس القرآن مکمل کیا۔ اور بیس تاریخ سے مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نے سورۃ روم سے درس دینا شروع کیا ہے مقامی احباب ذوق شوق سے اس روحانی مجلس میں شریک ہوتے اور قرآنی حقائق و معارف سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو رمضان شریف اور کلام اللہ کی برکات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے آمین

درخواست دعا۔ میری اہلیہ ایک سال سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ بیماری کی حالت میں ہی چھوڑ کر میں ٹبورا (مشرقی افریقہ) آیا تھا اب وہ زیادہ بیمار ہے اور چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی ہے احباب جماعت اہلیہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور اپنی تبلیغی مہمات میں نمایاں کامیابی کیلئے عاجزانہ دعا کریں۔

خاکسار محمد اسمٰعیل منیر واقف زندگی از ٹبورا (مشرقی افریقہ)